﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 13 | جمعۃ المبارک 13/اکتوبر 2006ء | شمارہ 41

20/رمضان المبارک 1427 ہجری قمری ❁ 12/اخاء 1385 ہجری شمسی

رمضان کا آخری عشرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے ، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بیدار فرماتے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں۔

دعا کرنے میں صرف تضرّع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلاف مصلحت الٰہی بھی نہ ہو اور بجز اس کے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں اس وقت تک دُعا کو دُعا نہیں کہہ سکتے۔

”سید صاحب (سرسیّد احمد خان۔ناقل) کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ یہ اُن کی سخت غلط فہمی ہے۔اور یہ آیت ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾(المومن:61) اُن کے مدّعا کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی کیونکہ یہ دعا جو آیت ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾(المومن:61) میں بطور امر کے بجا لانے کے لئے فرمائی گئی ہے۔اس سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں بلکہ وہ عبادت ہے جو انسان پر فرض کی گئی ہے۔ کیونکہ امر کا صیغہ یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ کُل دعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں بلکہ بعض جگہ اللہ جل شانہٗ نے صابرین کی تعریف کی ہے جو اِنَّا لِلّٰہِ پر کفایت کرتے ہیں۔اور اس دعا کی فرضیت پر بڑا قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اس کو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے بحالتِ نافرمانی عذابِ جہنّم کی وعید اس کے ساتھ لگا دی گئی ہے۔اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں بلکہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دُعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے۔ چنانچہ ﴿اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ﴾(ھود:47) اس پر شاہد ہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو لَا تَسْئَلْنِ کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا ہے۔اور بعض اوقات اولیاء اور انبیاء دعا کرنے کو سوءِ ادب سمجھتے رہے ہیں اور صلحاء نے ایسی دعاؤں میں استفتاءِ قلب پر عمل کیا ہے۔یعنی اگر مصیبت کے وقت دل نے دعا کرنے کا فتویٰ دیا تو دعا کی طرف متوجہ ہوئے اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا اور دعا سے منہ پھیر لیا۔ ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے دوسری دعاؤں میں قبول کرنے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ صاف فرما دیا ہے کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو ردّ کروں جیسا کہ یہ آیت قرآن صاف بتلا رہی ہے اور وہ یہ ہے ﴿بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ﴾(الانعام:42).(سورۃ الانعام الجزو نمبر 7)

اور اگر ہم تنزلاً مان بھی لیں کہ اس مقام میں لفظ ﴿اُدْعُوْا﴾ سے عام طور پر دُعا ہی مراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں دیکھتے کہ یہاں دُعا سے وہ دُعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو اور تمام شرائط کو جمع کر لینا انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ دُعا کرنے میں صرف تضرّع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلافِ مصلحتِ الٰہی بھی نہ ہو کیونکہ بسا اوقات دُعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلافِ مصلحتِ الٰہی ہوتی ہے اور اس کے پورا کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دے یا ایک زہر جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس کو کھلا دے تو یہ سوال اس بچہ کا ہرگز اُس کی ماں پورا نہ کرے گی۔ اور اگر پورا کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن کوئی عضو اس کا بے کار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اس احمق والدہ کا سخت شاکی ہوگا۔ اور بجز اس کے اَور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں اُس وقت تک دُعا کو دُعا نہیں کہہ سکتے اور جب تک کسی دُعا میں پوری روحانیت داخل نہ ہو اور جس کے لئے دُعا کی گئی ہے اور جو دُعا کرتا ہے ان میں استعداد قریبہ پیدا نہ ہو تب تک توقع اثرِ دُعا امید موہوم ہے۔ اور جب تک ارادۂ الٰہی قبولیت دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک یہ تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں اور ہمتیں پوری توجہ سے قاصر رہتی ہیں“۔ (برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 12-14)

اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جومنزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔

(اقتباس از خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7/اکتوبر 2005ء (07/اخاء 1384 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرۃ: 184) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور فرمایا یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو، تا کہ تمہارے اندر خدا کا خوف پیدا ہو، تا کہ تمہارے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ خدا کی ناراضگی مول لے کر کہیں ہم اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے والے نہ بن جائیں۔ تا کہ یہ احساس پیدا ہو اور اس کے لئے کوشش کرو کہ ہم نے خدا کا پیار حاصل کرنا ہے۔ تو یہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں روزے رکھنے چاہئیں اور یہ وہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں رمضان کا انتظار ہونا چاہئے۔ تبھی ہم گزشتہ سال میں جو رمضان گزرا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس میں جو ہم نے نیکیاں کی تھیں، جو تقویٰ اختیار تھا، جو منزلیں ہم نے حاصل کی تھیں، ان کا فیض پا سکتے ہیں۔

اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔ کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا۔ اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ فرض روزے رکھو گے تو تقویٰ پر چلنے والے ہو گے، نیکیاں اختیار کرنے والے ہو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ ہمارے اندر تو ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔

یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ بندہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہے۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اندر ہی کمزوریاں اور کمیاں ہیں۔ یا تو پہلے رمضان جتنے بھی گزرے ان سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا، یا وقتی فائدہ اٹھایا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تقویٰ کا جو معیار گزشتہ رمضان میں حاصل کیا تھا، یہ رمضان جو اَب آیا ہے، یہ ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور تقویٰ حاصل کرنے کے اگلے درجے دکھاتا۔

پس جنہوں نے گزشتہ سال کے رمضان میں اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں، جو تقویٰ حاصل کیا، جو تقویٰ کے معیار اپنی زندگیوں کے حصے بنا لئے وہ تو خوش قسمت لوگ ہیں اور اب ان کے قدم آگے بڑھنے چاہئیں۔ اور جو بھلا بیٹھے یا جنہوں نے کچھ حاصل ہی نہیں کیا ان کو سوچنا چاہئے کہ روزے ہمیں کیا فائدہ دے رہے ہیں۔ اگر کسی چیز کا فائدہ ہی نہیں ہے تو اس کو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا روزوں کا فائدہ ہے اور یقیناً ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ **پس ہم سے جو غلطیاں ہوئیں اس کی خدا سے معافی مانگنی ہو گی اور یہ عہد کرنا ہو گا کہ اے میرے خدا میری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرما اور اس رمضان میں مجھے وہ تمام نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرا قرب دلانے والی ہوں اور مجھے اس رمضان کی برکات سے فیضیاب کرتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔**

جب ہم اس طرح دعا کریں گے اور اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے تو ان نیکیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ بہت سی برائیاں بھی چھوڑنی ہوں گی جن کے ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ ورنہ تو ہمارے یہ روزے، روزے نہیں کہلا سکتے۔ یہ صرف فاقے ہوں گے۔ ایک بھوک ہو گی کہ صبح سے شام تک نہ کھایا، نہ پیا۔''

یا رب مرا بہر قدمم استوار دار

قربان تُست جانِ من اے یارِ محسنم — بامن کدام فرق کردی کہ من کنم
ہر مطلب و مراد کہ میخواستم ز غیب — ہر آرزو کہ بود بخاطر معیّنم
از جود دادۂ ہمہ آں مدعائے من — و ز لطف کردۂ گذرِ خود بمسکنم
ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا — خود ریختی متاعِ محبّت بدامنم
ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردہٴ — بود آں جمالِ تو کہ نمود است احسنم
ایں صیقلِ دلم نہ بزہد و تعبّد است — خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم
صد منّت تو ہست بریں مشتِ خاکِ من — جانم رہینِ لُطفِ عمیمِ تو ہم تنم
سہل است ترکِ ہر دو جہاں گر رضائے تو — آید بدست اے پنہ و کہف و مامنم
فصلِ بہار و موسمِ گل نایدم بکار — کاندر خیالِ روئے تو ہر دم بگلشنم
چوں حاجتے بود بادیبِ دگر مرا — من تربیت پذیر ز ربِّ مہیمنم
زاں ساں عنایتِ ازلی شد قریبِ من — کامد ندائے یار زِ ہر کوئے و برزنم
یا رب مرا بہر قدمم استوار دار — واں روز خود مباد کہ عہدِ تو بشکنم
در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند — اوّل کسیکہ لافِ تعشّق زند منم

(آئینہ کمالات اسلام)

ترجمہ: اے میرے محسن دوست میری جان تجھ پر قربان ہے تُو نے مجھ سے کونسا فرق کیا ہے کہ مَیں تجھ سے کروں۔ ہر مراد اور مدعا جو مَیں نے غیب سے طلب کیا اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی۔ تُو نے اپنی مہربانی سے میری وہ مرادیں پوری کر دیں اور مہربانی فرما کر تُو میرے گھر تشریف لایا۔ مجھے عشق و وفا کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ تُو نے ہی خود محبت کی پونجی میرے دامن میں ڈال دی۔ اس سیاہ مٹی کو تُو نے خود اکسیر بنا دیا۔ وہ صرف تیرا ہی جمال ہے جو مجھے اچھا لگا۔ یہ میرے دل کی صفائی زہد اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تُو نے ہی مجھے آپ اپنی مہربانیوں اور احسان سے روشن کر دیا ہے۔ میرے اس وجود پر جو خاک کی ایک مٹھی ہے تیرے سینکڑوں احسان ہیں میری جان بھی تیری عالمگیر مہربانیوں کی ممنون ہے اور میرا جسم بھی۔ دونوں جہان کا ترک کرنا آسان ہے، اگر تیری رضا مل جائے۔ اے میری پناہ! اے میرے حصار! اے میرے دارالامان۔ فصل بہار اور پھولوں کا موسم میرے لئے بیکار ہیں کیونکہ مَیں تو ہر وقت تیرے چہرے کے خیال کی وجہ سے ایک چمن میں ہوں۔ مجھے کسی اور ادب سکھانے والے اُستاد کی ضرورت کیوں ہو۔ مَیں تو اپنے محافظ و مربی خدا سے تربیت حاصل کئے ہوئے ہوں۔ اس کی دائمی عنایت اس قدر میرے قریب ہو گئی کہ دوست کی آواز میری ہر گلی کوچہ سے آنے لگی۔ اے رب مجھے ہر قدم پر مضبوط رکھ اور ایسا کوئی دن نہ آئے کہ مَیں تیرا عہد توڑوں۔ اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اُتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا وہ مَیں ہوں گا۔

فاتحہ خلف امام

''ایک حنفی صاحب ایک دفعہ اعتراض فرمانے لگے کہ جب قرآن میں یہ حکم موجود ہے کہ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (الاعراف: 205)۔ ترجمہ: اور (اے لوگو!) جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو اور چُپ رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تو پھر احمدی لوگ امام کے پیچھے فاتحہ کیوں پڑھتے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ اسی آیت کی وجہ سے پڑھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنو نہ کہ جب فاتحہ پڑھی جائے۔ خدا تعالیٰ نے فاتحہ کو قرآن سے بالکل الگ رکھا ہے۔ چنانچہ اس آیت کو پڑھئے ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ (الحجر: 88)۔ یعنی ہم نے تجھ کو دو چیزیں دی ہیں۔ ایک تو سورۃ فاتحہ ہے جو خلاصہ یا متن ہے جو ہمیشہ دہرائی جاتی ہے اور مختصر ہے اور دوسرا قرآن عظیم ہے جو تفسیر اور تفصیل ہے۔ اس وجہ سے وہ عظیم اور ضخیم ہے۔ پس ہم تو صرف فاتحہ کے وقت امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں کیونکہ نہ صرف یہ کہ اس کی ممانعت نہیں بلکہ مثانی سے اس حکم کا پتہ لگتا ہے کہ جب امام فاتحہ پڑھے تو مقتدی اس کے ساتھ ساتھ اسے دہرائیں۔ ہاں جب امام قرآن کا کوئی حصہ پڑھتا ہے تو ہم خاموشی سے سنتے ہیں جیسا کہ حکم ہے''۔ (مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ 782)

صداقت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

(احسان اللہ دانش۔ ربوہ)

قسط نمبر 3

آپؐ کی فاتحانہ زندگی آپؐ کی صداقت کی گواہ ہے

کوئی کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے تمام اخلاق محض غلبے اور کامیابی کے حصول کے لئے ایک دکھاوا اور ایک قسم کا حیلہ تھے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ جب آپ کو فتوحات ملنا شروع ہوئیں تو اس وقت آپ کا رویہ کیا تھا؟ کیونکہ اگر یہ سب کچھ محض غلبہ اور حکومت حاصل کرنے کے لیے تھا تو پھر فتح کے بعد آپ کا رویہ بدل گیا ہوگا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ فتح کے بعد کی زندگی بھی اس وسوسہ کو بڑی شدّت سے ردّ کرتی ہے۔ چنانچہ جب آپ فاتح شہنشاہ کے روپ میں دُنیا کے سامنے آتے ہیں تو اس وقت بھی آپؐ کے اخلاق کریمانہ آپ کے ہر فعل میں بدرجہ اتم نظر آتے ہیں یہاں تک کہ غزوات جیسے نازک مواقع پر بھی آپؐ کے اخلاق فاضلہ کی عمدہ مثالیں اسی آب وتاب سے سامنے آتی ہیں۔ فاتحین عالم کے حالات پڑھ کر دیکھیے۔ حالت جنگ میں کہیں آپ کو آبادیاں ویران اور قلعے مسمار ہوتے نظر آئیں گے تو کہیں انسانی لاشوں کے ڈھیر دکھائی دیں گے۔ کہیں انسانی کھوپڑیوں کے مینار نظر آئیں گے تو کہیں عزت وعصمت کی بربادی کے قبیح اور قابل شرم نظارے۔ قرآن کریم عام طور پر جنگ کے بعد کے حالات کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

﴿قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْآ اَعِزَّةَ اَھْلِھَآ اَذِلَّةً وَکَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ﴾

(سورۃ النمل آیت 35)

یعنی جب بادشاہ فاتحانہ حیثیت سے کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور اس کے باعزت لوگوں کو ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں اور ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں۔

مگر رسول اللہ ﷺ نے ایسے نازک مواقع پر بھی اپنے عملی نمونہ سے جو عظیم درس دئے ان میں امانت، بے مثل دیانت اور صداقت بھی شامل تھی۔

❁...... فتح خیبر کے موقع پر قلعہ ناعم کے ایک یہودی سردار نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بعض مسلمانوں کی شکایت کی کہ مسلمان ہمارے جانور ذبح کر کے کھا رہے ہیں، ہمارے پھل اجاڑ رہے ہیں اور ہماری عورتوں پر بھی سختی کی جارہی ہے۔ دشمن ہونے کے باوجود یہ یہودی رسول اللہؐ سے انصاف کی توقع لے کر آیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ آپؐ ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں۔ پھر کیا نتیجہ نکلا۔ کیا آنحضور ﷺ نے اُسے یہ جواب دیا کہ ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں اور جنگ کا یہی دستور ہے؟ نہیں۔ بلکہ آنحضرتؐ سے اس یہودی کی یہ سچی توقع پوری بھی ہوئی اور نبی کریمؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر یہ اعلان کریں کہ جنت صرف مومنوں کو ملے گی۔ نیز سب کو نماز کے لئے بلانے کا ارشاد فرمایا۔ جب سب جمع ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا: بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قرآن کریم میں حرام کر دیا ہے اس کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں۔ مگر یاد رکھو اس کے علاوہ بھی مجھے اوامر ونواہی دیئے گئے ہیں۔ سنو اللہ تعالیٰ تمہیں بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے اور ان کے پھل کھانے کی اجازت نہیں دیتا جب کہ وہ اپنا وہ حق ادا کر رہے ہوں جو ان کے ذمہ ہے۔

(زرقانی جلد2 صفحہ226)

بخاری کی حدیث کے مطابق واقعہ یوں ہے کہ جب آپ کو علم ہوا کہ بعض لوگوں نے مال غنیمت کی تقسیم سے قبل خیبر کے کچھ جانور پکڑ کر ذبح کر لئے ہیں اور ان کا گوشت پکایا جارہا ہے تو آپ نے فوراً وہ ہانڈیاں توڑ دینے اور گوشت کو گرا دینے کا حکم دیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

اسی طرح سنن ابی داؤد میں اس عظیم اُسوہ کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے:

عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفرٍ فاصاب النّاسُ حاجةٌ شدیدةٌ وجهدًا فاصابُوْا غَنَمًا فانْتَهَبوها فَاِنَّ قُدُوْرَ نا لَتُغْلی اذْ جاءِ رسولُ اللّٰه صلی الله علیه وسلم یَمْشِی بِاَکْفاءِ الْقُدور لِقَوْسِه ثم جعَل یَرْمِلُ اللَّحْمَ بِالتُّرابِ ثم قال اِنّ النهْبَةَ لَیْسَتْ بِاَحَلَّ مِنَ الْمَیْتَةِ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی النهی عن النُهبة اذا کان فی الطعام قلّة ...)

❁...... عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی بیان کرتے تھے کہ ایک غزوہ میں ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکلے تو ایک موقعہ پر لوگوں کو بہت سخت بھوک لگی اور سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے انہوں نے ایک بکریوں کا ریوڑ دیکھا اور اس میں سے چند بکریاں پکڑ لیں اور ذبح کر کے انکا گوشت پکانا شروع کر دیا۔ گوشت ابھی ہانڈیوں میں پک رہا تھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے آتے ہی اپنی کمان سے ہماری ہنڈیوں کو الٹ دیا۔ آپؐ بوٹیوں کو مٹی میں مسلتے جاتے اور ساتھ ساتھ فرمارہے تھے کہ لوٹ کا مال اسی طرح حرام ہے جیسا کہ مردار۔

کیا ہی عجیب نظارہ ہے، فاتحین بھوکے ہیں اور مفتوح قوم آرام سے ہے۔ یوں آپؐ نے مسلمانوں کے جذبات، ان کی بھوک اور فاقہ کی قربانی تو دے دی لیکن مفتوح قوم کے اموال جن کی حفاظت کی ذمہ داری اب آپؐ پر تھی کماحقہ ادا کی اور امانت اور دیانت کو قربان کرنا گوارا نہ کیا۔ ساتھ ہی یہ سبق بھی دے دیا کہ اسلامی جنگوں کی بنیادی وجہ محض خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی سربلندی ہے نہ کہ کوئی دنیوی منفعت۔ اس لیے کوئی مجاہد کسی قسم کی دنیاوی یا ذاتی منفعت حاصل کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔

❁...... فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی عظمت اخلاق کا ایک نہایت ہی حسین، روشن اور بلند ترین مینار نظر آتا ہے۔ اس واقعہ سے جہاں فاتحین عالم کے برخلاف محمد مصطفیٰؐ کے خلق کی وہ عظیم الشان فتح نظر آتی ہے جو مفتوح قوم کے ساتھ حسن سلوک، عفو، رحم اور احسان سے عبارت ہے۔ وہاں آپ کے امین ہونے کا بھی ایک روشن ثبوت ہے۔ اور اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ آپ کے مدنظر کسی قسم کی ذاتی منفعت کبھی نہ تھی۔ آپ نے اندوہناک مظالم سہے، ہمیشہ اپنی ذات کی نفی کی اور اسے اپنے اعلیٰ مقصد کے حصول کی راہ میں کبھی حائل نہ ہونے دیا۔ ہر دو ادوار میں آپ کے مدّنظر کوئی بھی دُنیاوی فائدہ نہ رہا۔ آپ کی سیرت کا بغور مطالعہ کرنے والے مخالفین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں اور کھلم کھلا بیان کرتے ہیں۔ جس کی مثالیں قاری کو آئندہ سطور میں گاہے گاہے ملتی رہیں گی۔

❁...... پھر فتح مکہ کا واقعہ کیا ہی عظیم الشان شہادت ہے آنحضور ﷺ کی صداقت پر اور اس بات پر کہ آپؐ کا مقصد وہی مقصد تھا جو آپ اب سے 22 سال پہلے بیان فرماتے تھے یعنی خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچانا۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آپ کی جان کے دُشمن بے بسوں اور کٹی ہوئی خشک ٹہنیوں کی طرح آپ کے قدموں میں ڈھیر ہوگئے تو آپ کو پورا اختیار تھا کہ اپنے اور اپنے جانثاروں پر ڈھائے گئے تمام مظالم کا بدلہ لے لیں۔ مگر آپؐ کے عام اعلانِ معافی نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ اپنے اور اپنے ساتھیوں پر کیے جانے والے مظالم کا انتقام لینے کے لئے نہیں آئے تھے۔ آپ کا مقصد تو خدا کے دین کی فتح اور اشاعت تھی اور آج اس مقصد کے حصول کے رستہ میں حائل ایک بڑی روک دور ہوگئی تھی۔ یہ فتح تو ایسی فتح تھی کہ آج تک اس کے نقارے اہل سماعت کے کانوں میں گونجتے اور انہیں رسول کریم ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

❁...... Poole Stanley Lane آپؐ کے مکہ میں لَوٹنے کے مناظر بیان کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہے کہ یہ فتح آپ ﷺ نے صرف اور صرف الٰہی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے استعمال کی اور کوئی ذاتی منفعت نہ حاصل کی۔ اس کے نزدیک یہ فتوحات انسانی نہیں ہوسکتیں اور کوئی دُنیاوی شہنشاہ ایسی فتوحات کا نظارہ نہ کبھی دکھا سکا اور نہ آئندہ دکھا سکے گا۔

(Stanley Lane-Poole: The Speeches and Table-Talk of the Prophet Mohammad, London 1882, Introduction, pp. 46,47)

اسلامی تاریخ ان مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ نظارہ بھی تو یاد کریں جب غزوۂ حنین کے بعد مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر جب نو مبایعین (نئی نئی بیعت کر کے مشرف باسلام ہونے والوں) نے عدم تربیت کی وجہ سے آپ کے ذاتی استعمال کی چادر بھی آپ سے لے لی تھی۔ معلوم انسانی تاریخ میں کسی دُنیاوی بادشاہ کا یہ نمونہ نظر نہیں آتا۔

❁...... اسی حقیقت کا اعتراف Washington Irving ان الفاظ میں کرتا ہے:

"His military triumphs awakened no pride nor vain glory, as they would have done had they been effected for selfish purposes. In the time of his greatest power he maintained the same simplicity of manners and appearance as in the days of his adversity. So far from affecting a regal state, he was displeased if, on entering a room, any unusual testimonials of respect were shown to him. If he aimed at universal dominion, it was the dominion of the faith; as to the temporal rule which grew up in his hands, as he used it without ostentation, so he took no step to perpetuate it in his family."

(Washington Irving: Mahomet and his Successors, Printers: George Bell & Son Londons, York St., Covet Garden, 1909, pp. 199)

یعنی آپ (ﷺ) کی جنگی فتوحات نے آپؐ میں نہ کسی قسم کا تکبر پیدا کیا اور نہ ہی نخوت جو کہ ذاتی غرض کے حصول کی خاطر حاصل کی گئی فتح سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ اپنی طاقت کے عروج پر بھی آپؐ نے اپنے اطوار میں اور ملنے جلنے میں وہی سادگی اور متانت برقرار رکھی تھی جو کہ مصائب کے دور میں آپ کی شان تھی۔ شان وشوکت تو کُجا، آپؐ کے کمرے میں داخل ہونے پر اگر کوئی خاص طور سے استقبال کرتا تو آپ اسے بھی ناپسند فرماتے۔ اگر کوئی عالمی سلطنت آپؐ کے مدنظر تھی تو وہ محض عالمِ روحانی کی سلطنت تھی۔ کیونکہ جو دُنیاوی سلطنت آپؐ کے ہاتھوں میں تھی اسے آپؐ نے کبھی بھی ظاہری شان وشوکت کے لیے استعمال نہیں کیا اور نہ اسے اپنے خاندان میں جاری رکھنے کے لیے کوئی اقدامات کئے۔

آنحضور ﷺ کا اپنے اوپر نازل ہونے والی تعلیم کے الٰہی ہونے پر کامل ایمان آپؐ کی صداقت کا گواہ ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضور ﷺ کے غیر متزلزل ایمان کے بارہ میں فرماتا ہے ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (البقرۃ:286) کہ سب سے پہلے اپنے پر نازل ہونے والی تعلیم پر خود رسول کامل ایمان لایا اور مومن بھی۔ چنانچہ اس حوالہ سے جب آپ کی سوانح پر نظر دوڑائیں تو حضرت ابوطالب کے پاس آکر سردارانِ عرب کا یہ مطالبہ کرنا اسلامی تاریخ کے کس طالب علم سے پوشیدہ ہے کہ اپنے بھتیجے سے کہو کہ صرف ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہنا چھوڑ دے۔ باوجود ان کے بار بار اصرار کے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی نازل ہوتا ہے مَیں اسے بعینہٖ بیان کرنے کا پابند ہوں کیوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ مَیں اس میں کوئی کمی بیشی کر سکتا ہوں اور نہ ہی اسے بدل سکتا ہوں۔ (سیرۃ ابن ہشام باب مباداۃ رسول ﷺ قومه و ما کان منهم) اور نہ ہی یہ ممکن تھا کہ خدا اسے بدل دے کیوں کہ کسی کا خوف یا ناپسندیدگی اسے اپنا کلام بدلنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ پھر خدا تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرما دیا تھا وہ حتمی تھا اور خدا کی شان کے خلاف ہے کہ وہ بار بار اپنا کلام بدلتا پھرے کیوں کہ وہ علیم اور خبیر ہے۔ وہ جو بات بھی پہلی بار کرے گا وہ لازماً درست ہوگی اور کم عقل انسان کی طرح اسے اپنے کلام کی نظرِ ثانی کی ضرورت نہیں۔

ذرا شعب ابی طالب کی تکالیف، اہل طائف کا ظلم، جانثاروں کی اندوہناک تکالیف کو ذہن میں دہرایئے۔ اور پھر فتح مکہ کے دوران بلند کیے جانے والے نعرے ﴿لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ﴾ پر غور کیجیے۔ کیا یہ واضح نہیں ہوجاتا کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ ان تمام مظالم کا انتقام خدا کے

حوالے کرتے اور تمام فتوحات کو خدا تعالیٰ ہی کی طرف پھیرتے تھے؟ کیا تاریخ اس بات کا روشن ثبوت نہیں کہ ان فتوحات سے ذاتی انتقام یا ذاتی منفعت حاصل کرنا کبھی بھی مدنظر نہیں رہا تھا؟ کیا یہ یقین نہیں ہوتا کہ آپ خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر کامل ایمان رکھتے تھے؟ اہالیانِ طائف کا ظلم کون بُھلا سکتا ہے؟ صحیح بخاری میں اس واقعہ کا ذکر کچھ یوں ملتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نبی کی حکایت فرماتے ہوئے دیکھا جس کو اس کی قوم نے لہولہان کر دیا تھا۔ اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور دُعا کرتے جاتے تھے کہ اے خدا! میری قوم کو بخش دے وہ نادان ہے۔

(بخاری استابة المرتدین باب اذا عرض الذی......)

❁...... پھر ذرا ہجرت کے واقعہ پر نظر ڈالئے۔ جب دُشمن تعاقب کرتا ہوا اُس غار کے بالکل دہانے پر آ کھڑا ہوا جس میں آپ اپنے یارِ غار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ وہ اتنا قریب تھے کہ ان کی باتوں کی آوازیں تک سنائی دے رہی تھیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ آپؐ یا تو اس غار میں ہیں یا پھر آسمان پر چلے گئے ہیں۔ ان حالات میں جبکہ دُشمن آپ کے ٹھکانے پر پہنچ گیا اور حضرت ابوبکر آپ کی حفاظت کے خیال سے گھبرائے تب بھی آپ نے انہیں تسلی دی کہ ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾۔ آنحضور ﷺ نے خدا تعالیٰ پر کامل توکل کا وہ عظیم الشان اسوہ دکھایا جو آپ کی صداقت پر ایک بہت عظیم الشان گواہ ہے کہ آپ سر سے پاؤں تک اس یقین میں گندھے ہوئے تھے کہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ یقیناً سچا ہے کہ وہ آپ کو بحفاظت مکہ سے نکال لے جائے گا اور فاتح کی حیثیت سے لوٹائے گا۔

❁...... اسی ہجرت کے دوران پھر ایک مرتبہ دُنیا نے آپؐ کے ایمان کامل کا نظارہ دیکھا جو آپ کو اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی الٰہی پر تھا۔ جب غار حرا تک آ کر ناکام لوٹنے پر کفار مکہ نے آپؐ کی گرفتاری پر انعام مقرر کر دیا۔ اس انعام کے لالچ میں سراقہ بن مالک کس طرح تعاقب کرتا ہوا آپ کے قریب آ پہنچا۔ حضرت ابوبکرؓ رسول کریم ﷺ کی حفاظت کے خیال سے پریشان ہو گئے اور بار بار مُڑ کر پیچھے دیکھتے تھے۔ مگر اپنے ربّ کے وعدوں پر کامل ایمان رکھنے والے ہمارے آقا ہیں کہ وہ وقار و متانت بنے چلا جا رہے ہیں۔ اور ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھتے کہ کیا ماجرا ہے۔ بلکہ گاہے گاہے حضرت ابوبکرؓ کو تسلی دے رہے ہیں کہ گھبرانے کی بات نہیں خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ اللہ خدا کی ہستی پر کیا ہی محکم ایمان ہے!!! اور پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی نصرت اور حفاظت فرمائی، یہ دیکھ کر سراقہ کو بھی یقین ہو گیا کہ آپ لازماً خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہیں۔

❁...... وحشی، جس نے آنحضورؐ کے پیارے چچا حضرت حمزہ کا قتل کیا تھا، جب مکہ فتح ہوا تو وہ مکہ سے بھاگ کر طائف آ گیا۔ جب طائف والوں نے بھی اطاعت قبول کر لی تو وحشی کے لیے یہ بھی مأمن نہ رہا۔ چنانچہ طائف والوں کا وفد آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وحشی بھی ان کے ساتھ چلا آیا اور اسے بتایا گیا کی آپ ﷺ ایلچیوں سے برا سلوک نہیں کرتے۔ جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو وحشی ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے حمزہؓ کا قتل کیا تھا؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ تمام حقیقت حال کا آپ کو علم ہو چکا ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس کو بھی معاف فرما دیا اور صرف یہ کہا کہ کیا تو یہ کر سکتا ہے کہ زندگی بھر میرے سامنے نہ آئے؟

(بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزہؓ)

❁...... صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ایک دفعہ 80 آدمیوں کا ایک دستہ منہ اندھیرے جبل تنعیم سے اتر آیا۔ اور چھپ کر آنحضورؐ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اتفاق سے وہ لوگ گرفتار ہو گئے مگر حضورؐ نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ تعرض نہ کیا۔

(ترمذی کباب تفسیر باب تفسیر سورة فتح)

معافی کے یہ اعلانِ عام کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ ﷺ اپنے تمام تر مقدمات خدا کی عدالت میں دائر کروا چکے تھے اور دُنیا میں ان تمام مقدموں سے دست کش ہو چکے تھے۔

❁...... پھر ایک اور موقع پر جب ایک صحابیؓ نے آپ سے پوچھا کہ آپؐ پر بڑھاپے کے آثار آ رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے سورة ہود، سورة النباء وغیرہ نے ہی بوڑھا کر دیا ہے چنانچہ سنن ترمذی میں لکھا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ۔ قَالَ: شَیَّبَتْنِیْ هُوْدٌ، وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ، وَ عَمَّ یَتَسَاءَ لُوْنَ وَ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ۔

(ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الواقعة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ میں بڑھاپے کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، عَمَّ یَتَسَاءَ لُوْنَ (سورئہ نبا) اور وَ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ (سورئہ شمس) نے بوڑھا کر دیا ہے۔

سورة ہود میں ان قوموں کا ذکر ہے جنہوں نے شرارت کرتے ہوئے انبیاء کو جھٹلایا جس کی پاداش میں خدا نے انہیں ہلاک کر دیا۔ پس ان سب واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ کو اپنے منجانب اللہ ہونے پر پورا ایمان تھا اور اپنے جذبۂ رحم کی وجہ سے اس غم میں غلطاں رہتے تھے کہ گزشتہ رسولوں کو جھٹلانے کی پاداش میں جس طرح اقوام ہلاک ہوئیں اسی طرح ظلم اور شرارت کی راہ سے میری تکذیب کرنے کی وجہ سے بھی دُنیا کی مختلف اقوام بھی ہلاک نہ کر دی جائیں۔

❁...... پہلے بھی ذکر گزرا کہ بیوی تو جلوت وخلوت کی ساتھی اور انسان کی تمام خامیوں اور خوبیوں سے واقف ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کے بارہ میں ایک بیوی حضرت خدیجہؓ، جو کہ غم والم کے دور کی ساتھی تھیں، کی گواہی گزر چکی ہے۔ ان کی گواہی کے بعد اب حضرت عائشہؓ کی گواہی بھی دیکھئے جو کہ فاتحانہ زندگی میں آپؐ کے ساتھ رہیں: حضرت عائشہؓ سے مروی ایک روایت ہے:

من حدثک ان محمدا کتم شیئا مما انزل الله علیہ فقد کذب۔ والله یقول "یاأیها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ... الایة

(بخاری کتاب تفسیر القرآن باب یاأیها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک)

یعنی اگر کوئی تم سے کہے کہ رسول کریم ﷺ نے وحی الٰہی میں سے کوئی آیت چھپا کر رکھی تھی تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے ﴿یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدة:68)

یعنی اے رسول جو تیرے رب نے تجھ پر نازل کیا ہے اسے آگے پہنچا دے۔

اس روایت سے صاف طور پر علم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ رسول کریم کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی تھیں کہ ناممکن ہے کہ رسول کریم ﷺ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی کسی وحی کو بنی نوع انسان کے سپرد نہ کریں۔ اور آپ کا یہ ایمان اور یقین آخر دم تک قائم رہا کہ آپ پر نازل ہونے والا کلام بلاشبہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اس یقین کی ایک بہت عجیب مثال ہے۔ اسی کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا اور تو اپنی طبعی عمر پوری کرے گا اور کسی مخالف کوشش کے نتیجے میں تیری وفات نہیں ہو گی اور نہ تجھے قتل کیا جا سکے گا۔

❁...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المائدة:68) یعنی اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے شر سے بچائے گا۔ آپ کو اس وعدے کی صداقت پر کامل ایمان تھا۔ چنانچہ جنگ حنین کے موقع پر جب ایک دفعہ اسلامی لشکر میں ابتری کے آثار پیدا ہوئے اور لشکر بکھر گیا۔ صرف گنے چُنے چند جانثار آپ کے پاس رہ گئے اس وقت ایک بے نظیر شجاعت اور مردانہ شان کے ساتھ آپ نے گھوڑے کو دشمن کی طرف ایڑ لگاتے ہوئے باآوازِ بلند للکارا کہ:

انا النبی لا کذب   انا ابن عبد المطلب

یعنی میں خدا کا نبی ہوں اور ہرگز جھوٹا نہیں ہوں۔ ہاں میں ہی وہ نبی ہوں جو عبدالمطلب کا بیٹا ہے۔

اگر اپنی جان کی حفاظت کے الٰہی وعدے کی صداقت پر اپنے زندہ ہونے سے زیادہ یقین نہ تھا تو کیوں کر میدانِ کارزار میں دُشمنوں کے نرغے میں گھرے ہونے کے باوجود اور لشکر اسلام کے بکھر جانے کے باوجود آپ اس شان سے دشمن کو اپنی صداقت کا اعلان کرتے ہوئے اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ بہت سے واقعات ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ آپ کو اپنے پر نازل ہونے والے کلام کے سچا ہونے کا کس قدر یقین تھا اور آپؐ ایمان کے کس اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ مثلاً رسول کریم ﷺ کی سوانح کا مطالعہ کرنے والوں کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ وفات کے وقت فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی و وفاته) کا بطور دعا دہراتے چلے جانا بھی یہی بتاتا ہے کہ آخر دم تک اپنے منجانب اللہ ہونے اور اپنی صداقت پر یہ یقین قائم رہا۔ یہ گواہی اتنی مضبوط اور ناقابل تردید ہے کہ مخالفین کو بھی ماننے پر مجبور کرتی ہے کہ محمد ﷺ کا کردار رسول خدا کا کردار تھا اور ہر دور کی طرح موجودہ دور میں بھی مخالفین نے اسے کھلم کھلا تسلیم کیا ہے۔

❁...... جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے:

"محمد (ﷺ) کو بلاشک وشبہ اپنے مشن کی سچائی پر یقین تھا۔ وہ اس پر مطمئن تھے کہ اللہ کے فرستادہ ہونے کی حیثیت سے انہوں نے ملک کی تعمیر واصلاح کی ہے۔ ان کا اپنا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ فریب دہی، جھوٹ اور افترا پر مبنی تھا بلکہ اپنے مشن کی تعلیم وتبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں اور تکالیف کی شدتیں ان کی راہ کی رکاوٹ بن سکیں۔ وہ مسلسل سچائی کی تبلیغ کرتے رہے۔"

(John Davenport: An Apology for Mohammad and the Koran, pp. 52, 53)

❁...... ڈاکٹر مارکوس ڈوڈز لکھتا ہے:

"Certainly he had two of the most important characteristics of the prophetic order. He saw truth about God which his fellowmen did not see, and he had an irresistible inward impulse to publish this truth. In respect of this latter qualification, Mohammed may stand in comparison with the most courageous of the heroic prophets of Israel. For the truth's sake he risked his life, he suffered daily persecution for years, and eventually banishment, the loss of property, of the goodwill of his fellow-citizens, and of the confidence of his friends; he suffered, in short, as much as any man can suffer short of death, which he only escaped by flight, and yet he unflinchingly proclaimed his message. No bribe, threat or inducement, could silence him. 'Though they array against me the sun on the right hand and the moon on the left, I cannot renounce my purpose.' And it was this persistency, this belief in his call, to proclaim the unity of God, which was the making of Islam.

(Dr. Marcus Dods: Mohammed, Buddha, and Christ, pp. 17, 18.)

یعنی یقیناً آپ (ﷺ) میں سلسلہ انبیاء کی دو بہت واضح خصوصیات موجود تھیں۔ (ایک یہ کہ) آپؐ نے خدا کے بارہ میں وہ سچائی دیکھی جو آپؐ کے ہمعصر نہیں دیکھ سکے۔ اور (دوسری یہ کہ) ایک طبعی اور بے ساختہ جذبہ کہ آپؐ اس حقیقت کی خوب اشاعت کر دیں۔ اس دوسری خصوصیت نے آپ کو بنی اسرائیل کے جرأت مند انبیاء کی صف میں لا کھڑا کیا۔ سچائی کی خاطر آپ نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی۔ سالہا سال تک بلاناغہ ظلم وستم برداشت کرتے رہے۔ جس کا انجام جلاوطنی کی صورت میں ظاہر ہوا جبکہ آپ کو اپنی جائداد سے، بستی والوں کی تائید اور دوستوں کے اعتماد سے ہاتھ دھونا پڑا۔ غرض یہ کہ آپؐ نے اتنی تکالیف برداشت کیں جتنی کہ موت سے ورے کوئی انسان برداشت کر سکتا ہے۔ ہجرت کر کے اپنی جان بچائی مگر پھر بھی کبھی اشاعت اسلام سے نہ رکے۔ کوئی دھمکی، رشوت یا لالچ آپ کو خاموش نہ کرا سکا۔ "میرے ایک ہاتھ پر سورج اور ایک ہاتھ پر چاند بھی رکھ دو تو میں اپنے مقصد سے نہ ہٹوں گا" یہ تھا آپ کا استقلال اور خود پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان کہ خدا کی توحید کی طرف بُلایا جائے جو کہ اسلام کی بنیاد بنا۔

❁...... سٹینلے لین پول کہتا ہے:

"He was the messenger of the one God, and never to his life's end did he forget who he was or the message which was the marrow of his being. He brought his tidings to his people with a grand dignity sprung from the consciousness of his high office together with a most sweet humility…"

(Stanley Lane-Poole: The Speeches and

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ضروری ہے کہ ہماری توجہ ہمیشہ دعا کی طرف رہے۔ اب بھی اللہ تعالیٰ جماعت کے لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے۔ صرف ایک سچی کشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہے۔

دعا کی فلاسفی اور مختلف قرآنی دعاؤں کا تذکرہ

دعاؤں کی قبولیت کے جو لوازمات ہیں ان کو پورا کرنے والے بنیں گے تو انشاء اللہ، اللہ کے وعدے کے مطابق دعائیں قبول بھی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دعا کی قبولیت کے فلسفہ کو سمجھتے ہوئے اپنی دعاؤں کے معیار کو بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مکرم ہارون جالو صاحب مبلغ سیرالیون، مکرم عبدالسلام صاحب درویش قادیان، مکرم چوہدری محمد علی صاحب بھٹی، مکرم داؤد زمان صاحب آف کینیڈا، ان کی اہلیہ اور بیٹی کی نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 22 ستمبر 2006ء بمطابق 22 تبوک 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے جس کا اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اس سے ہر ضرورت کے وقت مانگے اور اس کے لئے دعا کرے، حتیٰ کہ جوتی کا تسمہ بھی مانگنا ہے تو خدا سے مانگے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین رہے، یہ احساس رہے کہ ہر بڑی سے بڑی چیز بھی اور ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اگر کوئی دینے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کے فضل کے بغیر ہمیں کچھ نہیں مل سکتا۔ برائیوں سے بچنا ہے تو اس سے دعا مانگو کہ اے اللہ! مجھے برائیوں سے بچا۔ نیکیاں بجا لانی ہیں تو اس کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے توفیق مانگتے ہوئے نیکیاں بجالانے کی توفیق حاصل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم نیکیاں بجالا سکتے ہیں، نہ برائیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہ ہم جہنم کی آگ سے بچ سکتے ہیں، نہ اس کے فضل کے بغیر ہم دنیا و آخرت کی جنت کے نظارے دیکھ سکتے ہیں۔ پس جب سب کچھ اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے ملنا ہے تو کس قدر ضروری ہے کہ ہم ہر معاملے میں خدا کو یاد رکھتے ہوئے اس سے مانگیں اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿قُلْ مَايَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78) کہ تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ انہیں کے شامل حال ہوتی ہے“۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے، انہیں کو ملتی ہے ”کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو اختیار کرتے ہیں۔ اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں ....خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے“۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 563-564 بقیہ حاشیہ نمبر11)

پھر اس بارے میں فرمایا کہ ”ان کو کہہ دے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بن جاؤ۔ اور اس کی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پرواہ کیا رکھتا ہے“۔

(تفسیر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر3 صفحہ 545)

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے اور پھر اس کے مطابق کام کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَايَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان آیت :78) خدا کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور اس سے دعائیں نہ مانگو“۔ فرمایا کہ ”یہ آیت بھی اصل میں پہلی آیت وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) ہی کی شرح ہے“۔ (الحکم جلد 7 نمبر 14۔31 / مارچ 1903ء صفحہ 6۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 185 جدید ایڈیشن)

یعنی ﴿قُلْ مَايَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ﴾ کی جو آیت ہے اس میں اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ یعنی اس میں اس حکم کی مزید وضاحت آ گئی کہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت کرنا ہے۔

فرمایا ”خدا تعالیٰ دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پرواہ نہیں کرتا۔ پس ثابت ہوا کہ جو دین سے غافل نہ ہوں ان کی ہلاکت اور موت میں خدا تعالیٰ جلدی نہیں کرتا“۔ (الحکم جلد 9 نمبر 5 مؤرخہ 10 / فروری 1905ء صفحہ 5۔ ملفوظات جلد چہارم صفحہ 461 جدید ایڈیشن)

فرمایا ”دعا میں لگے رہو......ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چار پائے میں کچھ فرق نہیں“۔ اس میں اور جانور میں کچھ فرق نہیں۔ (الحکم جلد 11 نمبر 32 مؤرخہ 10 / ستمبر 1907ء صفحہ 6۔ ملفوظات جلد پنجم صفحہ 272 جدید ایڈیشن)

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک انتہائی ضروری حکم ہے اور ہماری زندگیوں کے لئے انتہائی اہم امر ہے، ضروری ہے کہ ہماری توجہ ہمیشہ دعا کی طرف رہے اور پھر اس سے بڑی خوشی کی بات اور ہماری بچت کی ضمانت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ بھی فرما دیا کہ گو کہ تمہاری دنیا اور آخرت کے سنوارنے کے لئے دعا ضروری ہے۔ مجھے اس سے کوئی فائدہ نہیں لیکن مجھے تمہارے اس امر سے بہت خوشی پہنچتی ہے، جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ میرا ایک بندہ شیطان کے جال میں پھنسنے سے بچ رہا ہے۔ تو مَیں تمہاری ان دعاؤں کو جو خالص میری رضا حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہیں اور مجھ پر توکل کرتے ہوئے کی جاتی ہیں ضرور سنتا ہوں اور جو متکبر ہیں ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے۔

فرماتا ہے کہ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (المومن :61) اور تمہارے رب نے کہا مجھے پکارو، مَیں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے''۔ ایک شاخ ہے۔ ''اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اور شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں.......... اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے ربّ میں ایک تعلق جاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اُس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب میں جو اُس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلّشانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے''۔ یعنی ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے جس سے کام مکمل ہو جائے۔ ''یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور عُلوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے''۔ (برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ9-10)

اس میں آپؑ نے دعا کی قبولیت کا فلسفہ بیان فرمایا ہے کہ اگر دعا کی حقیقت کا پتہ ہے تو قبولیت دعا کا بھی پتہ ہونا چاہئے کہ دعا کا فلسفہ کیا ہے، بندے اور خدا میں ایک دوسرے کو اپنے اندر جذب کرنے کی ایک قوت ہے اور یہ قوت کس طرح کام کرتی ہے؟ فرمایا کہ اس میں پہل اللہ تعالیٰ کرتا ہے کہ اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا ہے۔ اگر غور کریں تو انسان کی پیدائش سے پہلے ہی یہ رحمانیت کے جلوے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر ہر قدم پر، ہر لمحے انسان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا چلا جاتا ہے۔ کس طرح بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے، یہ بھی رب العالمین کا بڑا وسیع مضمون ہے۔ بہرحال خلاصہ یہ کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضلوں اور رحمتوں کو یاد رکھے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمائے ہیں اور ایک سعید اور نیک فطرت بندہ، ایک مومن بندہ ان چیزوں کو یاد بھی رکھتا ہے اور اس کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، ہر وقت اس کے حکموں پر عمل کرنے کے لئے تیار رہنا، ہر وقت اس کے پیار کو سمیٹنے کے لئے اس کے حکموں پر نظر رکھنا، ہر وقت اس کی رضا کے حصول کی لگن دل میں رکھنا یہ ایک سچے مومن کی نشانی ہے تو خالصۃً للہ ہو کر اگر پوری سچائی کے ساتھ، صاف دل کے ساتھ ایک مومن اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے اور زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ اپنے بندے کے اس قدر نزدیک ہو جائے کہ وہ اور بندہ ایک دوسرے میں جذب ہو جائیں۔ پھر جب بندہ دعا کرتا ہے تو ایسی حالت میں کی گئی دعا ایسے ایسے عجیب معجزے دکھاتی ہے جو ایک آدمی کے تصور میں بھی نہیں آ سکتے۔ پس یہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ عام دنیا میں بھی مشاہدہ کر کے دیکھ لیں کہ جب تکلیف کے وقت خالص ہو کر کوئی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے تو اس وقت کیونکہ دنیا کی ہر چیز سے بے رغبتی ہوتی ہے، دنیا کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، مشکل میں پھنسا ہوتا ہے، مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جھک رہا ہوتا ہے، صرف اور صرف اللہ کی ذات سامنے ہوتی ہے، تکلیفوں نے اس شخص کے اندر ایک کیفیت پیدا کی ہوتی ہے۔ اس لئے اکثر لوگ جو ایسی حالت میں دعائیں کر رہے ہوتے ہیں وہ قبولیت دعا کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔

پس اگر انسان اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو ہر وقت سامنے رکھتے ہوئے اس کے قریب تر ہونے کی کوشش کرتا رہے، ایک کام ہونے کے بعد، ایک تکلیف دور ہونے کے بعد اس کے قریب ہونے کی کوشش کو ترک نہ کر دے تو پھر مستقل اللہ تعالیٰ استجابت دعا کے نظارے دکھاتا ہے، قبولیت دعا کے نظارے دکھاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عنایات کو ہر وقت اپنے اوپر برستا رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر رہنے کی کوشش کی جائے۔ پھر ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ تمام تر دنیاوی اسباب کو اور دنیا کی جو بھی چیزیں ہیں ان کو اس بندے کی دعا مانگنے کی صورت میں اس کی ضروریات پوری کرنے کے کام میں لگا دیتا ہے۔ تمام زمینی اور آسمانی ذرائع اپنے بندے کی مدد کے لئے کھڑے کر دیتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ بندے کی دعا قبول کرتے ہوئے بادلوں سے بارش برساتا ہے تو کبھی دشمن کے حق میں اپنے بندے کی بددعا سنتے ہوئے قحط اور آفات کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ پس یہ حالت جو ایک مومن کے دل میں قبولیت دعا کے لئے پیدا ہونی چاہئے، یہی وہ حالت ہے جو ہر احمدی کو اپنے دل میں پیدا کرنی چاہئے۔ ایک خطبے میں مَیں نے بزرگوں کی قبولیت کے واقعات بیان کئے تھے۔ وہ لوگ اِس مقام پر پہنچے ہوئے تھے کہ جب ان کی ایسی حالت ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتا تھا۔ اب بھی اللہ تعالیٰ جماعت کے لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے، آج بھی وہی خدا ہے، اُس نے اپنے دروازے بند نہیں کر دیئے، صرف ایک سچی کشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا یہ جلوہ بھی دیکھیں کہ وہ جو مادی ضرورتیں پوری کرتا ہے اس سے سب کافر و مومن فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایک مومن کو وہ طریق بھی بتائے کہ تم کس طرح مختلف اوقات میں پکارو اور کس طرح تم میرے قریب آ ؤ اور مَیں مزید تمہارے قریب آ ؤں جہاں دونوں قریب ترین ہو جائیں۔ فرمایا: قُلِ ادْعُوْا اللّٰہَ اَوِادْعُوْاالرَّحْمٰنَ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (بنی اسرائیل:111) تُو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو، خواہ رحمٰن کو جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے مختلف نام ہیں، مختلف صفات ہیں۔ تم اپنی ضرورت کے مطابق میرے ناموں کا حوالہ دے کر میری صفات کا حوالہ دے کر مجھے پکارو تو مَیں اپنے ناموں کا اتنا پاس رکھنے والا ہوں کہ جب میرے بندے کی وہ حالت بن جاتی ہے جو مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں کہ کیا حالت ہونی چاہئے؟ تو اگر میری رحمانیت کی ضرورت ہے تو اس صورت میں بندے کے لئے رحمانیت جوش میں آئے گی، اگر رحیمیت کی ضرورت ہے تو بندے کے لئے رحیمیت جوش میں آئے گی۔ اگر وہاب نام سے پکارو گے اور اس کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ غرض کہ اللہ کے جو بے شمار نام ہیں اور یہ تمام نام اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سننے کے لئے ہی ہمیں سکھائے ہیں، یہ سب صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس لئے ظاہر فرمائیں کہ ان کا فہم و ادراک حاصل کرتے ہوئے، ان صفات کے حوالے سے اس کو پکارا جائے۔ پس مومن کو چاہئے کہ جب ہمارا خدا ہم پر اتنا مہربان ہے، ہمیں اس طرح راستے دکھاتا ہے کہ کسی طرح میرے بندے شیطان کے چنگل سے بچیں اور اس طرح آخرت کے عذاب سے بچ جائیں تو اس کے خالص عبد بنتے ہوئے اس کے حضور دعاؤں میں لگے رہنا چاہئے۔

آج مَیں نے چند قرآنی دعائیں چنی ہیں۔ اب دیکھیں یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے کہ ہمیں مختلف مواقع کی دعائیں سکھا دیں۔ پہلے انبیاء کی دعائیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں سکھا دیں تا کہ ہم جہاں ان سے فیض اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں وہاں اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بھی بن جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ ہم پر احسان فرماتے ہوئے اپنے انعامات سے نوازتا ہے تو اس پر متکبر ہونے کی بجائے، فخر کرنے کی بجائے اللہ کے حضور جھکنا چاہئے۔ کسی کو کوئی اعلیٰ ملازمت مل جائے تو اس کا دماغ عرش پہ پہنچ جاتا ہے۔ کسی کو فائدہ مند کاروبار مل جائے تو اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے۔ کسی کو اچھے خاندان میں پیدا ہونے پر فخر کھائے جا رہا ہے۔ کسی کو اپنی دماغی صلاحیتوں پر بڑا فخر ہوتا ہے۔ پھر وہ نہ بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایک نیک بندے کی مثال دیتے ہوئے ایک دعا سکھاتا ہے کہ ان چیزوں پر فخر کرنے کی بجائے اللہ کے آگے جھکو گے تو اس کے فضلوں کے وارث بنو گے۔ یہ سورۃ یوسف کی آیت ہے۔ فرمایا رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْث فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض اَنْتَ وَلِیّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِی بِالصّٰلِحِیْنَ (یوسف:102) اے میرے رب تُو نے مجھے امور سلطنت میں سے حصہ دیا اور باتوں کی اصلیت سمجھنے کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے، مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زمرے میں شمار کر۔

یعنی یہ جو سب نعمتیں مجھے عطا کی ہیں تیرے اس سلوک کی آئینہ دار ہیں کہ میرے تیری طرف صدق اور سچائی سے بڑھنے کو تُو نے قبول کیا اور مجھے یہ مقام عطا فرمایا اور مَیں امید کرتا ہوں کہ جس طرح دنیا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکا ہے، وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ232 جدید ایڈیشن)

میں یہ دوستی کے نظارے دکھائے آخرت میں بھی تُو میرا دوست ہوگا۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے کامل فرمانبرداروں کی حالت میں وفات دینا تا کہ آخرت میں بھی میرا ان لوگوں کے ساتھ جوڑ ہو جو صالحین ہیں۔ تیرا قرب پانے والے ہیں۔ جن کے مقام ہر آن، ہر وقت، ہر لحہ جنت میں بلند ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا صرف ہمیں ایک واقعہ کی صورت میں بیان نہیں فرمائی بلکہ اس لئے بیان کی ہے کہ اس پر عمل کرنے کے لئے مومن کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے تا کہ نیک اعمال کر کے وہ بھی صالحین کے گروہ میں شمار ہو سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی رحمانیت کے نظارے دکھاتے ہوئے تمہارے لئے یہ جو زمین وآسمان پیدا کیا ہے اس پہ غور کرو۔ ستارے ہیں، چاند ہے، سورج ہے، فضا میں مختلف قسم کی گیسز ہیں، مختلف قسم کی تہیں ہیں جو بعض اجرام فلکی کے نقصانات سے تمہیں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ ہر ایک چیز اپنے اپنے بتائے ہوئے وقت، رفتار اور دائرے میں گردش کر رہی ہے۔ پھر رات اور دن، چاند اور سورج ہماری زمین کی پیدائش پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ یعنی زمین میں جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں، مختلف موسم ہیں، بارش ہے، سردی ہے، گرمی ہے اور اس کے حساب سے اللہ تعالیٰ نے مختلف فصلیں اور پھل، درخت اور پودے مہیا کئے ہوئے ہیں۔ باغ وغیرہ ہیں جن سے تم فائدہ اٹھاتے ہو۔ تو جو لوگ ان چیزوں پر غور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں، اس پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں وہ اس بات پر بھی قائم ہوتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بارہ میں جو بتایا وہ اگر حق ہے تو آخرت بھی حق ہے۔ پس یہ سب دیکھ کر ایک مومن دعا کرتا ہے کہ ہماری غلطیوں کو، کوتاہیوں کو معاف فرما۔ ان کی وجہ سے ہمیں کسی پکڑ میں نہ لینا اور ہمیں آخرت کے عذاب سے بچا۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں سکھائی ہے۔ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:192) وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمان وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور بے ساختہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ''یاالٰہی تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے وجود سے انکار کر کے نالائق صفتوں سے تجھے موصوف کرے''۔ ایسی باتیں تیری طرف منسوب کرے جو مکمل اور کامل نہیں ہیں جو تیرے مقام سے بہت گری ہوئی چیزیں ہیں۔ جن میں کمزوریاں، خامیاں اور سقم ہیں۔'' سو تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔ یعنی تجھ سے انکار کرنا عین دوزخ ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

فرمایا ''مومن وہ لوگ ہیں جو خدائے تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور جو کچھ زمین وآسمان میں عجائب صنعتیں موجود ہیں ان میں فکر اور غور کرتے رہتے ہیں اور جب لطائف صنعت الٰہی ان پر کھلتے ہیں''۔ یعنی اس کائنات کے جو باریک سے باریک راز ہیں وہ اُن پر کھلتے ہیں جب وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء کے نظارے دیکھتے ہیں'' تو کہتے ہیں کہ خدایا تُو نے ان صنعتوں کو بے کار پیدا نہیں کیا۔ یعنی وہ لوگ جو مومن خاص ہیں صنعت شناسی اور ہیئت دانی سے دنیا پرست لوگوں کی طرح صرف اتنی ہی غرض نہیں رکھتے''۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء ہیں ان کو دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ نے جو مختلف چیزیں پیدا کی ہیں ان کی شکلیں دیکھ کر، آسمان اور زمین میں جو مختلف چیزیں چاند، سورج، ستارے ہیں، دنیا کی پیدائش ہے، اس کو دیکھ کر فرمایا کہ دنیا پرست لوگوں کی طرح صرف اتنی ہی غرض نہیں رکھتے'' کہ مثلاً اسی پر کفایت کریں کہ زمین کی شکل یہ ہے اور اس کا قطر اس قدر ہے اور اس کی کشش کی کیفیت یہ ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں سے اس کو اس قسم کے تعلقات ہیں بلکہ وہ صنعت کی کمالیت شناخت کرنے کے بعد اور اس کے خواص کھلنے کے پیچھے صانع کی طرف رجوع کر جاتے ہیں''۔ جب ان چیزوں کو دیکھ لیتے ہیں تو پھر وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے پیچھے اس کو پیدا کرنے والا کون ہے۔ ''اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں''۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 2 صفحہ 143-144)

جب اس پیدا کرنے والے کا پتہ لگ جاتا ہے، خدا تعالیٰ کی عظمت کا پتہ لگتا ہے، خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا پتہ لگتا ہے تو پھر ایمان میں اور مضبوطی پیدا ہوتی ہے، جب یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ ان سب چیزوں کو پیدا کرنے والا ایک خدا ہے تو اس کی ہستی اور طاقتوں پر اور یقین بڑھتا ہے۔ پھر اس بات کا بھی یقین بڑھتا ہے کہ ان سب کو پیدا کرنے والا وہ زندہ خدا ہے جس نے اپنی عبادت کرنے کے لئے بھی کہا ہے، دعائیں مانگنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور عمل کے حساب سے اچھے اور بُرے اعمال سے بھی آگاہ کیا ہے۔ تو پھر وہ پکارتا ہے کہ اے اللہ! مجھے نیک عملوں کی بھی توفیق عطا فرما تا کہ میں آگ کے عذاب سے بچوں اور تیرے پیار کی نظر ہمیشہ مجھ پر پڑتی رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (الشعراء: 84) اے میرے ربّ مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شمار کر۔ پس یہ دعا بھی بڑی اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ فراست بھی دے، حکمت بھی دے، جو کام سپرد ہوں ان کو احسن رنگ میں انجام دینے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ جو جماعتی ذمہ داریاں سپرد ہوئی ہیں، جہاں فیصلے کرنے کی ضرورت ہے صحیح فیصلے کرنے کی توفیق دے اور ترقیات سے بھی نوازے۔ ایک بندہ جب یہ کہتا ہے کہ ترقیات سے بھی نواز تو اس لئے یہ ساری چیزیں مانگتا ہے تا کہ اے خدا میں تیری رضا کی خاطر کام کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاؤں۔ پھر یہ بھی دعا ہے کہ مجھے اپنے احکامات کا فہم وادراک عطا فرما اور ان خصوصیات کے حاصل ہونے کی وجہ سے میں تیرے صالح بندوں میں شمار ہوں اور یہ نیکی کا معیار بھی بڑھتا چلا جائے۔

پھر فرمایا وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (الشعراء:85) اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدر کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ بھی اس بات کی گواہی دیں کہ میں نے ہمیشہ حق وصداقت کا ساتھ دیا ہے، حکمت اور عقل سے فیصلے کئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہمیشہ پیش نظر رہا ہے اور اے اللہ! میں پچھلوں میں بھی ان نیک کاموں سے یاد کیا جاؤں۔

پھر سب سے اہم یہ دعا سکھائی کہ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ (الشعراء:86) اور مجھے نعمتوں والی جنتوں کے وارثوں میں سے بنا۔ ایسی جنت کا وارث بنا جہاں میں تیری تمام نعمتوں کو حاصل کرتا چلا جاؤں، جنت میں میرے درجے بڑھتے چلے جائیں۔ یہ ذکر خیر اور لوگوں کی دعائیں اور اولاد کی نیکیاں اور دعائیں آخرت میں بھی ایک مرنے والے کے درجے بڑھاتی چلی جاتی ہیں۔ پس اس جہان کی یہ نیکیاں اور حکمت کی باتیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک لوگوں میں شمار، جنت میں بہتر مقام دلوانے والا بن جاتا ہے۔ پس جب انسان کو جنت میں اعلیٰ درجوں کی دعا کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے تو لازماً یہاں بھی وہ عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

دنیا میں نیک نام اولاد کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا بھی سکھا دی کہ اس دنیا کو جنت بنانے کے لئے اور آخری جنت کے وارث بننے کے لئے اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو اور ان کے لئے سب سے بڑی دعا ان کا تقویٰ پر قائم رہنا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان آیت :75) اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں (بیویوں) اور اپنی اولاد سے، آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر۔ اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''نکاح سے ایک اور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنی سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا یعنی مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا! ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر۔ اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم ان کے پیش رو ہوں''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الفرقان زیر آیت نمبر 75۔ آریہ دھرم۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 23)

پھر فرمایا کہ ''انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے لیکن جب ایک خاص اندازہ سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

کیا جیسا کہ فرمایا ہے مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیّئات رکھنا جائز ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا۔ جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے"۔ جھوٹا ہے۔ "صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی ہی نامور اور مشہور ہو، اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 560-561 جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا کہ "غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہئے۔ اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے"۔

اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے۔ اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیادار بنیں اور اعلیٰ عہدوں پر پہنچ کر مامور ہوں..........."۔

فرمایا: "پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی اُن کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں..........."۔

فرمایا: "لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادم دین ہو۔ بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا"۔ یعنی قریبی تعلقات اور رشتوں کو نہیں سمجھتا۔ "جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان آیت :75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو ان کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے"۔

(الحکم جلد 5 نمبر 35 مورخہ 24/ ستمبر 1901ء صفحہ 10-12۔ ملفوظات جلد اول صفحہ 562-563 جدید ایڈیشن)

پس یہ ہیں وہ معیار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر احمدی میں اس کی اولاد کے بارے میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے آپ نے اس قرآنی حکم کے مطابق اولاد کو ڈھالنے کے لئے تربیت اور دعا پر بہت زور دیا تھا۔ اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے اس کے لئے ہر کوئی پہلے اپنی حالت بدلے ورنہ یہ دعا اپنے نفس کو دھوکہ ہے اور جھوٹ ہے۔ اپنے نفس کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ متقی اولاد کے لئے پہلے خود صالح اعمال بجالانے ہوں گے۔ دعا کی قبولیت کے لئے اپنی وہ حالت بنانی ہوگی جس کا مَیں نے شروع میں ذکر کیا ہے۔ جب یہ حالت بن جائے گی تو پھر انشاء اللہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، دعائیں قبول ہوں گی۔ پس ہر احمدی بچہ عمومی طور پر جماعت کی امانت ہے اور ہر وہ احمدی جس نے اپنے بچے وقف نو میں دیئے ہوئے ہیں کہ وہ دین کے خادم بنیں، وہ اس گروہ میں شامل ہوں جو دنیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا گروہ ہے، وہ ایسے بچوں کے باپ ہیں جنہوں نے ایک عمر کو پہنچنے کے بعد اسماعیل کی طرح اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا ہے۔ ایسی صورت میں اُن باپوں کو بھی تو وہ نمونہ دکھانا ہوگا جو حضرت ابراہیمؑ کا نمونہ ہے۔

پس دعاؤں کی قبولیت کے جو لوازمات ہیں ان کو پورا کرنے والے بنیں گے تو انشاء اللہ، اللہ کے وعدے کے مطابق دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دعا کی قبولیت کے فلسفے کو سمجھتے ہوئے اپنی دعاؤں کے معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بھی قرآنی دعائیں ہیں جو انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

آج بھی نماز جمعہ کے بعد چند افراد کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک تو ہمارے سیرالیون کے رہنے والے سیرالیونی مبلغ سلسلہ ہارون جالو صاحب وفات پا گئے ہیں۔ جامعہ احمدیہ پاکستان سے پڑھے ہوئے تھے۔ یہ بیمار ہوئے تھے، شاید ان کو کینسر ہوا تھا۔ ان کی عمر چھوٹی ہی تھی، میرا خیال ہے ان کی عمر 51 سال تھی۔ ان کے تین بچے اور بیوہ ہیں۔ سیرالیون میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔ ان کا جنازہ غائب ہوگا۔

دوسرے قادیان کے عبدالسلام صاحب درویش ہیں۔ یہ بھی 18 ستمبر کو وفات پا گئے۔ مینیجر پریس کے طور پر خدمت بجالاتے رہے اور بڑے دلیر، بہادر، محنتی اور وفا سے کام کرنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

پھر ہمارے سندھ کے رہنے والے چوہدری محمد علی بھٹی صاحب ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنی زمینوں پر بھجوایا تھا، لمبی خدمت کی۔ اسی طرح انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بھی لمبا عرصہ خدمت کی۔ اور ان کے ایک جوان لڑکے جامعہ کے طالب علم تھے، مبارک احمد بھٹی صاحب 1971ء کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ آپ نے بڑے صبر سے صدمہ برداشت کیا۔ نیز ان کے ایک داماد گھانا میں ہمارے واقف زندگی ڈاکٹر ہیں۔ بڑے شریف اور مخلص انسان تھے۔ ناصر آباد، حیدرآباد سندھ میں ایک چھوٹی سی جگہ ہے۔ جب بھی وہاں آتے تھے، اکثر وہیں رہتے تھے، اس بڑی عمر میں بھی وہ مسجد کی رونق تھے۔

پھر ایک جنازہ داؤد زمان صاحب، ان کی اہلیہ اور بیٹی کا ہے۔ یہ کیلگری میں رہنے والے ہیں۔ اس فیملی کا بھی گزشتہ دنوں ایک ایکسیڈنٹ ہوا جس میں دونوں میاں بیوی اور چھوٹی سی گیارہ ماہ کی بیٹی سب ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے۔ داؤد زمان صاحب کے نانا نے بھی حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور لڑکی کے دادا نے بھی حضرت مصلح موعود کے زمانے میں ہی بیعت کی تھی۔ مخالفت میں بڑے ثابت قدم رہے۔ شازیہ اسلم جو فوت ہوئی ہیں یہ اشرف ناصر صاحب مرحوم جو مربی سلسلہ تھے ان کی بھتیجی تھیں۔ ان سب کے جنازے ابھی نماز جمعہ کے بعد ہوں گے۔

زکوٰۃ کی اہمیت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"زکوٰۃ نہ دینے والے کو بھی قرآن نے مشرک کہا ہے۔ ﴿وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ﴾ (حٰم السجدۃ:7-8)۔ ترجمہ: اور (یاد رکھو کہ) مشرکوں کے لئے عذاب (مقدر) ہے۔ وہ مشرک جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ زکوٰۃ نہ دینا گویا روپیہ کو اپنا معبود سمجھنا ہے۔ اور جو ہر سال اس معبود کا چالیسواں حصہ اپنے ہاتھ سے توڑتا رہتا ہے وہ مشرک نہیں رہ سکتا"۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ 775)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:صداقت حضرت محمدمصطفیؐ
از صفحہ نمبر 4

Table-Talk of the Prophet Mohammad, Introduction, pp. 27-30.)

وہ واحد ولاشریک خدا کے رسول تھے (صلی اللہ علیہ وسلم)، اور تادمِ واپسیں کبھی بھی وہ اپنی اس شناخت اور اپنے پیغام کی اہمیت کو نہیں بھولے۔ انہوں نے ایسے اعلیٰ طریق اور عظمت کردار کے ساتھ خوشخبریاں اور بشارتیں اپنی قوم کو دیں جس کے ساتھ ایک میٹھا انکسار بھی شامل تھا۔

اسی طرح آپ کے کردار اور اخلاق کا ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے کہ لازماً آپؐ خدا کے رسول تھے اور اس بات کا آپ کو دیگر تمام لوگوں سے زیادہ یقین تھا۔

(Stanley Lane-Poole: The Speeches and Table-Talk of the Prophet Mohammad, London 1882, Introduction, pp. 46,47)

❁...... W. Montgumry Watt اپنے تمام تر تعصب کے باوجود لکھتا ہے:

"Had it not been for his gifts as seer, statesman, and administrator and, behind these his trust in God and firm belief that God had sent him a notable chapter in the history of mankind would have remained unwritten."

(Mohammad At Madina Page 336)

یعنی غیب پر اطلاع پانے، مدبر اور منتظم ہونے کے علاوہ اگر آپ کا اس بات پر محکم ایمان نہ ہوتا کہ خدا نے آپ کو بھیجا ہے تو انسانی تاریخ کا ایک قابل ذکر باب ضبطِ تحریر میں آنے سے رِہ جاتا۔

❁......رسول کریم ﷺ کے خدا پر ایمان کو دیکھتے ہوئے MAJOR A. LEONARD لکھتے ہیں:

"If ever any man on this earth has found God; if ever any man has devoted his life for the sake of God with a pure and holy zeal then, without doubt, and most certainly that man was the Holy Prophet of Arabia."

(Islam, its Moral and Spiritual Values, p. 9; 1909, London)

اگر روئے زمین پر بسنے والے کسی شخص نے خدا کو پایا ہے؛ اگر کسی شخص نے کبھی حقیقی طور خالص اور پاکیزہ جذبہ کے ساتھ خدا کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہے، تو بلاشبہ اور تمام تر وثوق کے ساتھ وہ ایک شخص مقدس نبی ٔعربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

❁......پھر اس پہلو سے بھی آنحضو صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمانِ کامل کا مشاہدہ کیجئے کہ قرآن کریم کے بارہ میں آپؐ کا رویہ اس رویہ سے بالکل مختلف دکھائی دیتا ہے جو آپ کا اپنے اقوال کے بارہ میں تھا۔ جہاں تک اپنے کلام کا تعلق ہے تو اگر کسی معاملہ کا آپ کو علم نہ ہوتا تو کھل کر اپنے اصحاب سے کہہ دیتے اور اگر بشری کمزوری کی وجہ سے آپؐ سے کبھی دُنیاوی اعتبار سے کسی معاملے میں غلطی ہوئی تو آپؐ نے کھل کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور فرمایا کرتے اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ۔

(بخاری کتاب التفسیر باب ھل کنت الا بشرا رسولا)

یعنی تم اپنے دنیوی معاملات کو زیادہ بہتر جانتے ہو لیکن قرآنی وحی کے بارہ میں کبھی تردد نہ ہوا کہ اس میں کوئی کمی بیشی ہوگئی ہے۔ اور کبھی کلام الٰہی کو نہیں بدلا۔ یہ شان انسانی طاقت سے بالا ہے اور بلاشبہ الٰہی شان ہے۔ انسان روزمرہ معاملات میں غلطی کے امکان کو پیش نظر رکھتا ہے اور اسی بشری کمزوری کی وجہ سے نظر ثانی کی ضرورت ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کو بھی اپنے روزمرہ معاملات میں اسکی ضرورت پڑی جسکی مثالیں ملتی ہیں۔ مگر وحی الٰہی براہِ راست خدا تعالیٰ کا کلام ہونے کی وجہ سے اس سے پاک اور بالا رہی۔ واضح نظر آتا ہے کہ قرآن کریم کو آپ واقعی الٰہی کلام یقین کرتے تھے اور اسے اپنے کلام سے الگ اور بالا اور ممتاز سمجھتے تھے۔ اور اس طرز عمل کے مشاہدے سے غیر بھی چونک اُٹھے ہیں:

❁...... Dr. Maurice Bucaille لکھتے ہیں:

"Finally, It must be pointed out that Muhammad's own attitude was quite different towards the Qur`an from what it was towards his personal sayings. The Qur`an was proclaimed by him to be a divine Revelation. Over a period of twenty (three) years, the Prophet classified its sections with the greatest of care, as we have seen. The Qur`an represented what had to be written down during his own lifetime and learned by heart to become part of the liturgy of prayers. The hadiths are said, in principle, to provide an account of his deeds and personal reflections, but he left it to others to find an example in them for their own behaviour and to make them public however they liked."

(The bible The Qura`n and Science (translation from French by Alastair D. Pannel and The Ahthor) Under Heading Conclusions Pg 250-251)

الغرض واضح رہے کہ رسول کریم ﷺ کا قرآن کریم کے بارہ میں رویہ اُس رویہ سے بالکل مختلف تھا جو کہ آپ کا اپنے فرمودات کے بارہ میں تھا۔ قرآن کریم کے بارہ میں آپؐ کا دعویٰ تھا کہ یہ وحی ٔالٰہی ہے۔ 23 سال کے عرصہ میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بذات خود حد درجہ احتیاط کے ساتھ اسے متعلقہ حصوں میں تقسیم کیا تھا جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ قرآن وہ چیز ہے جو کہ رسول کریم (ﷺ) کی زندگی میں بطور خاص لکھا جاتا اور حفظ کر لیا جاتا تھا تاکہ فرض نمازوں میں اس کی تلاوت کی جاسکے۔ جبکہ احادیث کے بارہ میں عمومی خیال یہ ہے کہ یہ آپؐ کے روزمرہ افعال اور معمولات کا احاطہ کرتی ہیں جن سے راہنمائی لینا اور لوگوں میں ان کی اشاعت کرنا آپ نے دوسروں پر چھوڑ رکھا تھا کہ جیسے چاہے وہ کریں۔

پھر قرآن کریم کی کتابت کے بیان میں یہ ذکر بھی گزر چکا ہے کہ قرآنی وحی کو آپ نے لکھنے کی تلقین فرمائی جبکہ اس کے برعکس اپنے ارشادات اور اقوال کو لکھنے سے منع فرما دیا۔ یہ طرز عمل بھی واضح کرتا ہے کہ آنحضور ﷺ اپنے کلام میں اور اُس کلام میں جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپؐ پر نازل ہوتا تھا فرق کرتے تھے۔ اور جو عزت اور تکریم آپؐ کلامِ الٰہی کو دیتے تھے اور جس خصوصیت سے اس کی حفاظت کا التزام فرماتے تھے وہ خصوصیت اپنے کلام کو ہرگز نہیں دیتے تھے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ:رمضان کے متعلق چند اہم امور
از صفحہ نمبر 13

صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں:۔

ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر۔

(مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

ترجمہ:۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے ساتھ شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

❖......سیدنا حضرت مصلح موعودؓ شوال کے ان روزوں کے بارہ میں تاکیدی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رمضان ختم ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔ اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں وہ ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔"

(خطبہ عید الفطر 29 مئی 1922ء قادیان ،خطبات محمود جلد اول صفحہ نمبر 71)

❖......اگر کسی شخص کے رمضان کے کچھ روز چھٹ گئے ہوں تو وہ بھی شوال کے نفلی روزے ان مقررہ ایام میں رکھ سکتا ہے اور رمضان کے چھٹے ہوئے روزوں کی تکمیل بعد میں کرسکتا ہے کیونکہ رمضان کے چھٹے ہوئے روزوں کی تکمیل کیلئے آئندہ رمضان تک کی مہلت موجود ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:۔

کان یکون علی الصوم من رمضان فما استطیع ان اقضی الا فی شعبان۔

(بخاری کتاب الصوم باب متی یقضی قضاء الرمضان)

ترجمہ:۔ میرے ذمہ ماہ رمضان کے کچھ روزے ہوتے تھے جنہیں میں اگلا رمضان آنے سے پہلے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھی۔

اسی طرح آپؓ بیان کرتی ہیں:۔

ان کانت احدانا لتفطر فی زمان رسول للہ ﷺ فما تقدر علی ان تقضیہ مع رسول اللہ ﷺ حتی یاتی شعبان۔

(مسلم کتاب الصیام باب قضاء رمضان فی شعبان)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہم ازواج مطہرات میں سے جس کے رمضان کے کچھ روزے چھٹ جاتے تھے وہ ان کی تکمیل شعبان سے پہلے نہیں کر پاتی تھی۔

استاذی المکرّم حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی کے رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ شوال کے چھ روزے رکھ لے تو کیا شوال کے چھ روزے رمضان کے روزے شمار ہوں گے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:۔

"اس کا تعلق نیت سے ہے۔ اگر نیت یہ ہے کہ یہ روزہ رمضان کے روزہ کی قضاء کا ہے تو ایسا ہی محسوب ہوگا اور نفل کی نیت ہے تو نفل روزہ ہوگا۔ اس صورت میں رہے ہوئے روزے بعد میں رکھے گا۔"

(رجسٹر فتاویٰ نمبر 7 صفحہ 267 زیر نمبر 70/28.09.77)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی بارہ میں دارالافتاء کے ایک فتویٰ پر ہدایت فرماتے ہوئے مکرم مفتی صاحب کے نام اپنے مکتوب میں ارشاد فرمایا:۔

"شوال کے چھ روزوں کے متعلق آپ کا فتویٰ ٹھیک ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد سے جو آپ نے نتیجہ اخذ کیا ہے وہی ٹھیک ہے۔ آپ کا ارشاد شوال کے روزوں پر زور دینے کیلئے ہے نہ کہ فرض روزوں کے پورے کرنے کی اہمیت کے بارے میں۔ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کے فتویٰ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شوال کے روزے پہلے رکھے جا سکتے ہیں اور (رمضان کے چھٹے ہوئے ۔ناقل) فرض روزے بعد میں۔ اس ضمن میں احادیث بھی واضح ہیں ان کی روشنی میں فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔"

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنام مکرم مفتی سلسلہ صاحب مؤرخہ 08.02.05)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس رمضان اور آئندہ آنے والے رمضان المبارک کے تمام مہینوں کو مذکورہ ہدایات کی روشنی میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہماری ہر عبادت کو خدا تعالیٰ کے فرشتے عرش پر خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں اور یہ تمام عبادتیں خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبولیت کا درجہ پائیں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

ہوائی جہاز سے سفر کرنے والوں کے لئے ٹکٹ میں خصوصی رعایت

ہم نے اپنے کرم فرماؤں کی بہترین ہوائی سفری سہولت کے لئے DARMSTADT جرمنی میں ٹریول ایجنسی کا آغاز کیا ہے۔
آپ دنیا بھر کے کسی بھی ملک کے سفر کے لئے بذریعہ ٹیلیفون یا E-Mail کسی بھی ائرلائن کے لئے سیٹ بک کروائیں
اور گھر بیٹھے اپنی OK ٹکٹ بذریعہ ڈاک حاصل کریں

SHAHEEN REISEN

بکنگ: 13.00 سے 21.00 - پروپرائیٹر: ارشد - لاہور کے لئے سپیشل آفر: Ab 550 Euro

Tel:06151-3686164 Fax: 06151-3686165 E-Mail: shaheen-reisen@gmx.de

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہر آدمی چونکہ عقل سے مدارج یقین پر نہیں پہنچ سکتا اس لئے الہام کی ضرورت پڑتی ہے جو تاریکی میں عقل کے لئے ایک روشن چراغ ہو کر مدد دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 41)

جماعت احمدیہ برازیل کے 13 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

جلسہ کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کی جلسہ میں شمولیت اور مذہبی رواداری کے موضوع پر تبادلہ خیالات

(رپورٹ:وسیم احمد ظفر۔ مبلغ برازیل)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ برازیل نے مؤرخہ 3-4 جون 2006 کو اپنا تیرھواں جلسہ سالانہ منعقد کیا ۔ یہ جلسہ بہت کامیاب رہا اور باوجود اس کے کہ احمدی افراد بہت کم تھے رونق رہی اور خاص طور پر آخری اجلاس میں کافی بڑی تعداد میں لوکل غیر از جماعت افراد اس جلسہ میں شامل ہوئے۔الحمدللہ۔

جلسہ کی تیاریوں کا آغاز کچھ عرصہ پہلے شروع ہو گیا تھا۔ایک دعوت نامہ تیار کر کے تقریباً 120 کی تعداد میں ڈاک کے ذریعہ اور 400 کی تعداد میں انفرادی طور پر تقسیم کیا گیا۔علاوہ ازیں بہت سے افراد کو زبانی، بذریعہ فون اور بذریعہ ای میل بھی دعوت دی گئی اور بار بار یاد دہانی بھی کروائی جاتی رہی۔دستی دعوت دینے کا یہ بھی فائدہ ہوتا رہا کہ کسی قدر تفصیلی اور بعض اوقات زیادہ گہرائی اور دلچسپی کے ساتھ تبلیغی گفتگو کا موقعہ مل جاتا تھا اور پھر سوال و جواب کے ذریعہ ان کے شکوک کا ازالہ کرنے کی بھی توفیق مل جاتی تھی۔

ان روابط کے علاوہ اخباری روابط سے بھی فائدہ اٹھایا گیا۔چنانچہ جلسہ سالانہ سے قبل ہمارے شہر PETRÓPOLIS کی دو اخباروں کو انٹرویو دیا گیا چنانچہ دونوں نے Tribuna اور Diario de Petrópolis نے de Petrópolis جماعت کے تعارف کے ساتھ خبریں دیں۔اسی طرح ایک اور شہر TERESOPOLIS کی تین اخباروں Gazeta de Teresopolis اور Jornal de Teresopolis اور Diario de Teresopolis نے بھی جلسہ سے متعلق خبریں شائع کیں اس کے علاوہ ایک تیسرے شہر NOVA FRIBURGO کی ایک مین اخبار نے بھی فوٹوز کے ساتھ بہت تفصیلی خبر دی اور اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے بعد ہمارے شہر کی دونوں اخباروں نے جلسہ کی کارروائی پر مبنی رپورٹ تصویروں کے ساتھ شائع کیں۔الحمدللہ

امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے لنگر خانہ جاری کیا گیا اور سب مہمانوں کے لئے کھانا مشن ہاؤس میں ہی تیار کیا گیا۔اس کے لیئے امسال مکرم نعیم احمد صاحب آف نیویارک امریکہ کی ڈیوٹی بطور ناظم لنگر خانہ لگائی گئی جنہوں نے بڑی محنت اور اپنے وسیع تجربہ کی روشنی میں اس کام کو نہائت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ان کے ساتھ مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ اور مکرمہ طاہرہ ثمینہ گارسیہ صاحبہ نے بطور خاص بہت محنت سے کام کیا، اور مہمانوں کے لیے کھانا تیار کیا۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے(آمین)

جلسہ سالانہ کے موقع پر ہمیشہ کی طرح ایک نمائش کا انتظام بھی کیا گیا۔ اس میں قرآنِ کریم کے تراجم اور دیگر متفرق لٹریچر مختلف بینرز، فوٹوز۔جس میں گزشتہ بارہ جلسوں کی منتخب فوٹوز بھی شامل تھیں، نیز متفرق چارٹس بھی تیار کئے گئے۔امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر یہاں برازیل میں پہلی مرتبہ بیجز سسٹم بھی شروع کیا گیا جو یہاں کے لوگوں کے لئے نئی چیز تھی۔

ماحول کی صفائی کے لیے وقارِ عمل بھی ہوتے رہے۔ نیز جہاں جلسہ سالانہ ہوتا ہے اس کمرے میں اور اس سے ملحقہ کمرے کو جھنڈیوں سے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، مختلف قسم کے بینرز بھی لگائے گئے تھے۔سامنے سٹیج کی طرف جماعت احمدیہ اور برازیل کے جھنڈے بھی لگائے گئے تھے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بڑی تصاویر بھی آویزاں کی گئیں۔

یہ جلسہ سالانہ دو روز کا تھا۔ ہفتہ مؤرخہ 3/ جون کو صرف جماعت احمدیہ برازیل کے ممبران کا اجلاس تھا تاہم اس میں بعض مقامی لوگوں نے بھی شرکت کی۔ یہ دوسرے شہر سے ہمارے جلسہ میں شرکت کے لئے آئے تھے۔اس پہلے اجلاس کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبدالرشید صاحب نے کی اور پرتگیزی زبان میں اسکا ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد عزیزم اعجاز احمد ظفر نے نظم پڑھی۔اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی اور جلسہ سالانہ کی اہمیت بتائی کہ کس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں شامل ہونے والوں کے لئے دعائیں کی ہیں نیز بتایا کہ آنے والے مہمان اللہ تعالیٰ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں ان کی تکریم کرنا اور انکا خیال رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ ماحول کو صاف رکھنے اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں وقت گزارنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔اس کے بعد مکرم سید محمود احمد صاحب نائب صدر جماعت نے نماز کی اہمیت پر تقریر کی۔آخر میں خاکسار نے دعا کروائی جسکے بعد یہ اجلاس ختم ہوا۔اس کے بعد مردوں اور عورتوں کے الگ الگ بعض دلچسپ مقابلہ جات کروائے گئے۔جن میں میوزیکل چیئرز اور مشاہدہ معائنہ کے مقابلے شامل تھے۔اس میں سب نے بہت شوق سے حصہ لیا اور بہت محظوظ ہوتے رہے۔چھوٹے بچوں کے بھی الگ مقابلہ جات کروائے گئے۔

اختتامی اجلاس

ہمارا یہ طریق ہے کہ ہر سال اختتامی اجلاس کے لیے دوسرے مذاہب کے نمائندگان کو بھی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی ایک موضوع مقرر کر دیتے ہیں جس کے مطابق نمائندگان بھی اظہار خیال کرتے ہیں۔چنانچہ اس سال کا عنوان تھا ''مذہبی رواداری'' ۔ اور ہماری دعوت پر مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے پانچ نمائندگان نے شرکت کی اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا۔ سب نے جماعت کی اس کاوش کو سراہا اور مبارک باد پیش کی اور اس قسم کے جلسوں کے انعقاد کی ضرورت پر زور دیا۔

اس جلسہ میں شرکت کے لیے پیترو پولس کے میئر Mr. Rubens Bomtempo کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ وہ خود تو تشریف نہیں لائے البتہ انہوں نے ایک ٹیلیگرام بھجوایا اور مبارکباد دی۔ نیز جلسہ کے موضوع کو بہت سراہا اور نیک جذبات کا اظہار کیا۔اس سال ہماری دعوت پر ایک اور سیاسی پارٹی PSDB کے لیڈر Mr.Marcos Novais بھی تشریف لائے اس اختتامی اجلاس میں 100 سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں سے تقریباً 80 مقامی غیر مسلم افراد تھے جو متفرق مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھتے تھے۔

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کا آغاز خاکسار وسیم احمد ظفر مبلغ انچارج اور صدر جماعت احمدیہ برازیل کی صدارت میں شروع ہوا جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم سید محمود احمد صاحب نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ بالخصوص متفرق مذاہب کے نمائندگان اور دیگر معزز مہمانان گرامی کو اسٹیج پر بلانے اور انکا تعارف کروانے کے سلسلہ میں نمایاں کام کیا۔ باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم سیّد محمود احمد صاحب نے کی اور اس کا مقامی زبان پرتگیزی میں ترجمہ کیا۔اس کے بعد عزیزم اعجاز احمد ظفر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ۔ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال'' خوش الحانی سے پڑھا اور اسکے بعد پرتگیزی زبان میں اس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد مختلف نمائندگان کو باری باری تقریر کا موقع دیا گیا۔ایک گرجا کے چیف پادری Mr. Frei Vitalino Piaia نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس قسم کی رواداری کا مظاہرہ ہم کو بھی کرنا چاہیئے جسکی کمی ہے۔ سب نمائندگان نے ہمارے ماٹو ''محبت سب کے لئے ،نفرت کسی سے نہیں'' کو سراہا۔

مہمانانِ کرام کی تقاریر کے بعد خاکسار نے تقریر کی۔ سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے جماعت برازیل کو اس قسم کا جلسہ منعقد کرنے کی توفیق دی اسی طرح تمام حاضرین جلسہ کا اور خاص طور پر غیر مسلم مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جو دور و نزدیک سے آئے تھے۔اس کے بعد تفصیل سے جماعت احمدیہ اور اسلام کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اسلام ہرگز ظلم ۔تشدد یا جنگوں کا مذہب نہیں ہے بلکہ پیار اور محبت کا مذہب ہے اور یہی وہ مذہب ہے جو مذہبی رواداری کا علمبردار ہے جسکی عملی مثال جماعت احمدیہ اس جلسہ کے ذریعہ دکھا رہی ہے ۔اور بتایا کہ ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں اور اسکی منادی کرتے ہیں کہ جس مسیح اور مہدی نے دنیا کی اصلاح اور امن کے قیام کے لئے آنا تھا وہ آچکا ہے۔ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور جن کی پیروی میں جماعت احمدیہ ساری دنیا میں پر امن جہاد کا کام کر رہی ہے۔ اور حقیقی اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونوں سے پرچار کر رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

اس موقع پر خاکسار نے اس جلسہ سالانہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بھیجا ہوا روح پرور اور ایمان افروز پیغام پڑھ کر سنایا اور پھر اس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔اس پیغام کا اصل متن درج ذیل ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

لندن T-13699/17.5.06

پیارے احباب جماعت احمدیہ برازیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ برازیل اپنا تیرھواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے اور مختلف مذاہب کے نمائندگان بھی اس میں شرکت کر رہے ہیں۔اس موقع پر میرا آپ سب کیلئے یہ پیغام ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار ومحبت سے رہیں اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں ۔قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق مذہب میں کوئی جبر نہیں اور ہر شخص اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہے ۔قرآن کریم بتاتا ہے کہ سب انبیاء خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کے لحاظ سے وہ سب آپس میں برابر ہیں۔جیسا کہ فرماتا ہے۔﴿ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ (البقرۃ:286) ۔ہر ایک ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔ یہ ایک ایسا زبردست اصول ہے جو دلوں کو جوڑنے والا اور مذہب کے درمیان حائل اختلافات اور تفریق کی دیواروں کو گرا کر انہیں محبت اور رواداری کے دھاگے میں پرونے والا ہے اور اس کے ذریعہ دنیا میں قائم ہوسکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ سلوگن ہے " LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE " اگر آپ کسی سے نفرت نہیں کریں گے تو پھر محبت پیدا ہوگی اور معاشرہ میں امن قائم ہو گا ۔جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہر شخص اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہے اور خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اس کا سچا پیروکار کون ہے۔فرماتا ہے۔﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۔ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (الحج:68) ۔ہر ملت کے لئے ہم نے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے جس کے مطابق وہ قربانی کرتے ہیں پس اس بارہ میں تجھ سے ہرگز کوئی جھگڑا نہ کریں اور تو اپنے ربّ کی طرف بُلا۔ یقیناً تو ہدایت اور سیدھی راہ پر گامزن ہے۔پس ہر مذہب کے ماننے والوں کی عزت کرنا اور ان کے لیڈروں کا احترام کرنا یہ اسلام کی بنیادی تعلیمات ہیں۔انسان ہونے کے ناطے ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہیئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیئے خواہ مذہب کوئی بھی ہو۔خواہ عیسائی ہوں یا ہندو ہوں یا مسلمان کسی بھی مذہب اور فرقے کے لوگ ہوں اپنی اپنی صفات کے ساتھ رہیں، آپس میں خیر خواہ اور ہمدرد ہوں۔اللہ آپ سب کو امن و آشتی کی فضا قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

اس پیغام کے بعد خاکسار نے پیترو پولس کے میئر جناب Rubens Bomtempo کا بھیجا ہوا مبارکبادی کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا جو انہوں نے ٹیلی گرام کے ذریعہ بھجوایا تھا۔

اس کے بعد مکرم سیّد محمود احمد صاحب نائب صدر جماعت نے تقریر کی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح و مہدی کی آمد سے متعلق پیشگوئیاں بتائیں اور اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ کے پہلو رحمت وشفقت کے موضوع پر تقریر کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور اعلیٰ عملی نمونوں سے بتایا کہ آپ نے کبھی بھی ظلم اور تشدد کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہمیشہ محبت اور پیار کی تعلیم دی اور اسی کا نمونہ بھی دکھایا۔انکی تقریر کے بعد ہمارے برازیلین احمدی بھائی عبدالرشید نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر تقریر کی اور آپکی آمد سے متعلق بتایا۔ان کی تقریر کے بعد ایک گرجا کی خاتون نے اپنے مذہب کے مطابق دعا کرنے کی اجازت مانگی ۔چنانچہ ہمارے اجازت دینے پر اس نے اپنے طریق پر دعا کی۔

دعا کے بعد ایک اجتماعی فوٹو لیا گیا جس میں کافی لوگ شامل ہوئے ۔اس کے بعد تمام لوگوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے دوران بہت سے لوگوں نے نمائش بھی دیکھی اور سوالات کا بھی سلسلہ جاری رہا۔

مکان برائے فروخت (جرمنی)

Haus Zu Verkaufen
NUR: 55,000- €
Stadt: Schotten.
ORT: Sichen Hausen
Oberhessen Germany

Nidda جماعت کے قریب
مزید معلومات کے لئے فون نمبر
صبح 8 بجے سے شام 5 بجے تک
01632910068
شام 7 بجے سے رات 9 بجے تک
06045954691

ماہ رمضان سے متعلق چند اہم امور

(روزہ کی نیت، سحری وافطاری، قیام اللیل، نماز تراویح، وتروں کی ادائیگی، مریض ومسافر کا روزہ، حاملہ، مرضعہ اور حائضہ کے روزے، سفر کی حد، فدیہ، اعتکاف اور شوال کے روزے)

(ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ ۔ دفتر Ps۔ لندن)

روزے کی نیّت

فرض روزے کیلئے طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ حضرت حفصہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ۔ (ترمذی کتاب الصوم باب لا صیام لمن لم یعزم من اللیل)

ترجمہ:۔ جس نے فجر سے قبل روزہ رکھنے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

نیت کیلئے الفاظ کا دہرانا شرط نہیں اور نہ ہی ایسے کوئی الفاظ نصوص سے ثابت ہیں۔ بلکہ نیت سے مراد دل میں اس بات کا ارادہ کرنا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکم کے تابع روزہ رکھ رہا ہے۔

احادیث میں بیان آنخضور ﷺ کے اسوہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نفلی روزہ میں اگر صبح سے کچھ کھایا نہ ہو تو زوال آفتاب سے پہلے پہلے روزہ کی نیت کی جاسکتی ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: دخل علی النبی ﷺ ذات یوم فقال ھل عندکم شیء فقلنا لا قال فانی اذن صائم۔ (مسلم کتاب الصیام باب جواز صوم النافلۃ بنیۃ من النھار قبل الزوال)

ترجمہ:۔ ایک روز حضور ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کھانے کیلئے کچھ ہے؟ ہم نے عرض کی کہ کچھ نہیں ہے۔ فرمایا اچھا پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

سحری کے کھانے میں تاخیر اور افطاری میں تعجیل

روزہ رکھتے وقت آخری وقت میں کھانا اور غروب آفتاب کے فوراً بعد جلدی کرتے ہوئے روزہ افطار کرنا مسنون ہے۔ قتادہ حضرت انس بن مالکؓ کے ذریعہ حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: تسحرنا مع النبی ﷺ ثم قام الی الصلوۃ قلت کم کان بین الاذان و السحور قال قدر خمسین آیۃ۔ (بخاری کتاب الصوم باب قدر کم بین السحور و صلاۃ الفجر)

ترجمہ:۔ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوگئے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نیدریافت کیا کہ اقامت اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ انہوں نے کہا جتنی دیر میں پچاس آیات پڑھی جاسکتی ہیں۔

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں:۔

ان رسول اللہ ﷺ قال لا یزال الناس بخیر ما عجلو الفطر۔ (بخاری کتاب الصوم باب تعجیل الافطار)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک لوگ افطاری کرنے میں جلدی کریں گے بھلائی پر قائم رہیں گے۔

احادیث سے یہ راہنمائی بھی ملتی ہے کہ روزہ کیلئے سحری بھی ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں:۔

قال النبی ﷺ تسحروا فان فی السحور برکۃ۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور من غیر ایجاب)

ترجمہ:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سحری کیا کرو یقیناً سحری میں برکت ہے۔

قیام اللّیل

رمضان میں دن کے روزوں کے ساتھ رات کی عبادت یعنی نماز تہجد پر بھی بہت زیادہ روز دیا گیا ہے۔ رات کے نوافل کی احادیث میں اس طرح فضیلت بیان ہوئی کہ اس وقت میں خدا تعالیٰ نچلے آسمان پر آکر اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور اعلان کرتا ہے کہ اے مانگنے والو مجھ سے مانگو میں تم سب کی مرادیں پوری کروں گا۔ پس جو شخص سحری کیلئے اٹھے گا اور اس وقت میں کچھ نوافل کی ادائیگی کرے گا تو یقیناً وہ اُن برکات کو سمیٹنے والا ہوگا۔ پس اس ارشاد نبوی ﷺ میں اسی برکت کے حصول کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

قیام اللیل کی برکات کو عوام الناس تک پہنچانے کیلئے حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں آنخضور ﷺ کی سنت کو جاری کرتے ہوئے نماز تراویح کا باقاعدہ اجراء فرمایا۔ **افضل تو یہ ہے کہ رات کے آخری پہر میں نماز تہجد ادا کی جائے لیکن جن لوگوں کیلئے ایسا کرنا مشکل ہو وہ سماعت قرآن کریم اور قیام اللیل کی برکات کے حصول کے لئے نماز تراویح میں شامل ہوسکتے ہیں۔**

نماز تراویح چونکہ نماز تہجد ہی کی طرح پڑھی جاتی ہے اس لئے آنخضرت ﷺ کے اسوہ کے مطابق نماز تہجد کی طرح نماز تراویح میں آٹھ رکعت نوافل اور تین رکعت وتر کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ آنخضور ﷺ کا معمول بیان کرتے ہوئے روایت کرتی ہیں: ما کان یزید فی رمضان و لا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسل عن حسنھن و طولھن ثم یصلی اربعا فلا تسل عن حسنھن و طولھن ثم یصلی ثلاثا۔

(بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ باقی دنوں میں رات کے وقت گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں ادا فرماتے تھے۔ پہلے آپ چار رکعت پڑھتے جن کی طوالت اور ادائیگی حسن کی بابت کچھ نہ پوچھ پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے جن کی طوالت اور ادائیگی حسن کی بابت کچھ نہ پوچھ۔ پھر آپ تین رکعت ادا فرماتے۔

حضرت عائشہؓ کی اس روایت میں چار چار رکعت کی ادائیگی کی وضاحت دوسری روایات سے ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت کرکے ادا کی جانی چاہئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں:۔

ان رجلا سال رسول اللہ ﷺ عن صلاۃ اللیل فقال رسول اللہ علیہ السلام صلاۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعۃ واحدۃ توتر لہ ما قد صلی۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی الوتر)

ترجمہ:۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کی ادائیگی کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ پھر جب تم میں سے کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ ہو تو وہ (وتر کی دو رکعات کے بعد) ایک رکعت ادا کرلے جو اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔

نماز تراویح

نماز تراویح کی حقیقت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تراویح بھی سنت ہے پڑھا کریں اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے کوئی نئی نماز نہیں۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 373، جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا:

"آنخضرت ﷺ کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہے اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اول حصے میں اسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنخضرت ﷺ کی سنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی"۔

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 436، جدید ایڈیشن)

مزید فرمایا:۔

"آنخضرت ﷺ ہمیشہ نوافل ادا کرتے۔ آپ کثرت سے گیارہ رکعت پڑھتے آٹھ نفل اور تین وتر۔ آپ کبھی ایک ہی وقت میں ان کو پڑھ لیتے اور کبھی اس طرح سے ادا کرتے کہ دو رکعت پڑھ لیتے اور پھر سو جاتے اور پھر اٹھتے اور دو رکعت پڑھ لیتے اور سو جاتے۔ غرض سو کر اور اٹھ کر نوافل اسی طرح ادا کرتے جیسا کہ اب تعامل ہے اور جس کو اب چودھویں صدی گزر رہی ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 213، جدید ایڈیشن)

وتروں کی ادائیگی

وتر کی تین رکعت نماز تراویح کے ساتھ رات کے پہلے حصہ میں بھی ادا ہوسکتی ہیں اور نماز تہجد کے ساتھ رات کے آخری پہر میں بھی ان کی ادائیگی کی جاسکتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں:۔

قال رسول اللہ ﷺ من خاف ان لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر اولہ و من طمع ان یقوم آخرہ فلیوتر آخر اللیل فان صلاۃ آخر اللیل مشھودۃ و ذلک افضل۔

(مسلم کتاب صلوۃ المسافرین و قصرھا باب من خاف ان لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر اولہ)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نیند سے بیدار نہیں ہوسکے گا وہ وتر پہلے وقت میں پڑھ کر سوئے اور جسے امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نیند سے بیدار ہو جائے گا وہ وتر کی نماز رات کے آخری حصہ میں ادا کرے کیونکہ رات کے آخری حصہ میں ادا کی جانے والی نماز مقبول ہوتی ہے اور یہ افضل ہے۔

وتروں کی رکعات اور ان کے پڑھنے کا طریق بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اکیلا وتر تو ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔ وتر تین ہیں خواہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر تیسری رکعت پڑھ لو۔ خواہ تینوں ایک ہی سلام سے آخر میں التحیات بیٹھ کر پڑھ لو۔ ایک وتر تو ٹھیک نہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 213، جدید ایڈیشن)

کیا تراویح میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

نماز تراویح کے ضمن میں ایک سوال یہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگر کسی جگہ نمازیوں میں کوئی حافظ قرآن موجود نہ ہو جو امام کے بھولنے پر اسے لقمہ دے سکے تو کیا یہ جائز ہوگا کہ ایک شخص قرآن کھول کر نماز میں شامل رہے تا امام کے بھولنے پر لقمہ دے سکے؟

اس ضمن میں عرض ہے کہ قرآن کریم نے نمازوں میں تلاوت قرآن کیلئے یہ اصول بیان فرمایا۔

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل :21) یعنی قرآن کریم میں سے جتنا میسر ہو پڑھ لیا کرو۔ پس اس واضح قرآنی ہدایت کی روشنی میں کسی قسم کا تکلف کرنا اور نمازی کا قرآن کھول کر امام کی قرأت کو ساتھ ساتھ سنتے رہنا اور ضرورت پڑنے پر لقمہ دینا مناسب اور جائز امر نہیں۔

یہ مسئلہ حضرت خلیفۃ المسیح کی قائم فرمودہ مجلس افتاء میں 1971ء اور 1993ء میں دو مرتبہ زیر بحث آچکا ہے۔ پہلی مرتبہ مجلس افتاء کی درج ذیل سفارشات کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 17/جون 1971ء کو منظور فرمایا:۔

"اول۔ سنت خلفاء سے یہ امر ثابت ہے کہ عشاء کے بعد قرآن کریم کے سمع کیلئے اجتماعی طور پر نماز تراویح باجماعت ادا کی جاتی ہے اور یہ مفید ہے لیکن انفرادی تہجد بہرحال افضل ہے۔

دوئم۔ نماز تراویح باجماعت واجب نہیں۔

سوئم۔ تراویح کی بہترین صورت نماز تہجد کی شکل میں قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

چہارم۔ نوافل میں بھی قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنا مستحب نہیں۔ نیز اس کی اجازت دینے سے حفظ قرآن کی ترغیب کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے لہٰذا اس طریق کو اختیار کرنا ناپسندیدہ ہے۔"

(رجسٹر فیصلہ جات مجلس افتاء صفحہ 49)

1993ء میں اس مسئلہ پر مجلس افتاء کی سفارشات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش ہوئیں تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل فیصلہ ارشاد فرمایا:۔

"آپ کی مرسلہ رپورٹ 279-L/24.02.93 بابت مسائل نماز تراویح سنت ہے یا نہیں اور نماز میں قرآن کریم کھول کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں، موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ صفحہ نمبر2 اور نمبر3 پر درج حدیث میں لفظ جوف اللیل کا جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ دوسرے تہجد کے وقت جو چند دن صحابہ آنخضرت ﷺ کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اس سے سنت لے کر اگر عشاء کے بعد بھی یہ نوافل پڑھ لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ صرف اوقات کی تبدیلی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا موقف بڑا واضح ہے کہ تراویح دراصل تہجد ہے کوئی نئی نماز نہیں۔

جہاں تک قاری یا سامع کا نماز کے دوران قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھنے اور سامع کا پڑھ کر لقمہ دینے کا مسئلہ ہے۔ میرے نزدیک تو حضرت امام ابوحنیفہ کا موقف ہی درست ہے (یعنی ایسا کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ناقل) یہ جو مثالیں دی گئی ہیں کہ مثلاً حضرت عائشہ کے غلام ذکوان قرآن کریم سے پڑھ کر ان کی امامت کراتے تھے، یہ حدیث نہیں بلکہ اثر ہے اور ایسا اثر نہیں جس کی اجازت حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔ ایسے اہم دینی معاملات میں اثر کی وہ حیثیت نہیں جو حدیث کی ہے۔" (مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بنام دارالافتاء مؤرخہ 11.05.1993)

مریض اور مسافر کا روزہ

روزہ کے ضمن میں ایک مسئلہ مریض اور مسافر کا روزہ نہ رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا

ہے:﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾۔(البقرہ:185)

ترجمہ:۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہوتو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔

احادیث میں بھی اس بارہ میں بڑی وضاحت بیان ہوئی ہے کہ مریض اور مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہئیے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ فی سفر رای زحاما و رجلا قد ظلل علیه فقالوا صائم فقال لیس من البر الصوم فی السفر۔
(بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ لمن ظلل علیه وَاشتد الحر لیس من البر الصوم فی السفر)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے آپ نے ایک ہجوم دیکھا جس میں ایک شخص پر سایہ کیا گیا تھا۔ حضورؐ کے دریافت کرنے پر صحابہ نے عرض کی کہ روزہ دار کو سایہ کیا جا رہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ صائم رمضان فی السفر کالمفطر فی الحضر۔(سنن ابن ماجه کتاب الصیام باب فی الافطار فی السفر)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسا ہی قابل گرفت ہے جیسا کہ قیام کی حالت میں روزہ چھوڑنے والا۔

حاملہ، مرضعہ اور حائضہ کے روزے

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو بھی آنحضور ﷺ نے مریض کے زمرہ میں شامل کرتے ہوئے انہیں روزہ رکھنے سے رخصت دی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن کعبؓ بیان کرتے ہیں: اتیت رسول اللہ ﷺ فوجدته یتغدی فقال ادن فکل فقلت انی صائم فقال ادن احدثک عن الصوم ان اللہ تعالیٰ وضع عن المسافر الصوم و شطر الصلاة و عن الحامل او المرضع الصوم۔
(سنن ترمذی کتاب الصوم باب فی الرخصة فی الافطار للحبلی و المرضع)

ترجمہ:۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آؤ کھانا کھاؤ۔ مَیں نے عرض کی کہ میں (نفلی) روزہ سے ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ قریب آؤ تا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزے معاف کئے ہیں۔

......یہی حکم حائضہ کیلئے بھی ہے کہ وہ ایام حیض کے دوران روزے نہیں رکھے گی بلکہ بعد میں ان کی تکمیل کرے گی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں:۔

کنا نحیض علی عهد رسول اللہ ﷺ ثم نطهر فیامرنا بقضاء الصیام و لا یامرنا بقضاء الصلاة۔
(سنن ترمذی کتاب الصوم باب قضاء الحائض للیصام دون الصلاة)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم عورتوں کے جب مخصوص ایام آتے (تو ہم روزے رکھنا اور نمازیں پڑھنا بند کر دیتیں) پھر ان ایام کے گزرنے کے بعد جب ہم پاک صاف ہو جاتیں تو ہمیں چھٹے ہوئے روزوں کی تکمیل کا حکم دیا جاتا لیکن گزری ہوئی نمازوں کی ادائیگی کا حکم نہ دیا جاتا۔

......سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سفر اور مرض میں روزہ رکھنے کو حکم عدولی قرار دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ”**جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔** خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ **خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔**“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 321، جدید ایڈیشن)

......حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ سفر میں روزے کی ممانعت کی بابت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”بیان کیا مجھ سے عبداللہ سنوریؓ نے اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔ بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں؟ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرمایا کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہئے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا“۔(سیرت المہدی حصہ اول روایت 771)

سفر کی حد

......سفر کی تعیین کے بارہ میں راہنمائی کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ تین کوس ہی ہو۔ اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنّما الاَعمالُ بالنّیات۔ بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھری اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بنا دقت پر نہیں ہے۔ **جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔** اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 446، جدید ایڈیشن)

حضور علیہ السلام نے حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:۔

”مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضاً اَوعلیٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ اگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر پے ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے۔ بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے۔ ایک منزل (سے) جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا“۔(مکتوبات جلد پنجم نمبر5 صفحہ81)

...... بیمار اور مسافر کیلئے روزہ کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

”**بعض لوگ سمجھتے ہیں یہ نیکی ہے کہ سفر میں بھی روزہ رکھ لیا جائے اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ حالانکہ بالکل غلط بات ہے۔** تمام روزہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں روزے آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ سارے ہی رکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے نفس کا بہانہ ہوتا ہے کہ میں نیکی کر کے سفر میں روزے رکھ رہا ہوں۔ نفس بعض دفعہ دھوکہ دیتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سفر کے دوران رمضان میں روزے رکھ لئے جائیں تو وہ آسان ہیں۔ رمضان گزرنے کے بعد پھر وہ روزے پورے کئے جائیں تو یہ مشکل ہے۔ تو وہ اپنی طرف سے نیکی کر رہا ہوتا ہے حالانکہ نفس کے بہانے کے تابع وہ خود دھوکہ کھا رہا ہوتا ہے۔

نیکی، تنگی یا مشکل میں نہیں ہے۔ نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے۔ جس بات کا اللہ حکم دے اس کو قبول کرو۔ جس کی وہ اجازت دے شوق سے اس اجازت کو استعمال کرو اور یہی انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/جنوری 1996ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8/مارچ 1996ء)

......مریض اور مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ضرورت سے زیادہ سختی اپنے اوپر وارد کرتے ہیں یا وارد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کل کا سفر کوئی سفر نہیں ہے اس لئے روزہ رکھنا جائز ہے...... نیکی یہ نہیں ہے کہ زبردستی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا جائے بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی جائے اور اپنی طرف سے تاویلیں اور تشریحیں نہ بنائی جائیں جو واضح حکم ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اور یہ بڑا واضح حکم ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ برکت اسی میں ہے کہ تعمیل کی جائے نہ کہ زبردستی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 15/ اکتوبر 2004ء)

فدیہ

برکتوں اور رحمتوں والے اس مہینہ میں اگر کسی شخص کو سفر یا بیماری کی وجہ سے مجبوراً روزے چھوڑنے پڑیں تو اس مبارک مہینہ میں روزوں کی توفیق نہ پانے کی محرومی کے ازالہ کا طریق قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾(البقرہ: 185) یعنی اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

...... فدیہ کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بناء آسانی پر رکھی ہے جو مسافر اور مریض صاحب مقدرت ہوں ان کو چاہئے کہ روزہ کی بجائے فدیہ دیدیں۔ فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے“۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 321، جدید ایڈیشن)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایسے دائمی مریض اور مسافر جن کو کبھی امید نہیں کہ پھر روزہ رکھنے کا موقعہ مل سکے۔ مثلاً ایک نہایت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بہ سبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال بھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں؟ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”**صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے**، ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھول دینا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ تیری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جاوے گی۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 322، جدید ایڈیشن)

......**فدیہ کی غرض اور حکمت** بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ **توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔** خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 563، جدید ایڈیشن)

فدیۃ الصیام کے ضمن میں غرباء کا احساس کرنے کا مضمون بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”یہاں فدیہ کی بات میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ فدیہ کیا ہے؟ فرمایا فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ یعنی تم میں سے جو غرباء ہیں، نسبتاً مالی لحاظ سے کم توفیق رکھنے والے ہیں اور ان کے اندر مانگنے کی عادت نہیں خصوصیت سے وہ لوگ مساکین کہلاتے ہیں۔ مانگنے والے بھی اس حکم سے باہر نہیں جائیں گے مگر خاص طور پر نظر رکھنے کا حکم ہے۔

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کا مطلب ہے تم نگاہ رکھو کہ ایسے مساکین جو تمہارے ارد گرد رہتے ہیں جن کو مانگنے کی عادت نہیں مگر تمہارا فرض ہے کہ ان تک پہنچو، ان کی تلاش کرو، ان کو یہ کھانا پہنچاؤ، یہ تمہارا فدیہ ہو جائے گا۔ فدیہ دراصل کسی مصیبت سے چھڑانے کیلئے دیا جاتا ہے......

......نیکی کا مہینہ آیا اور نیکیوں سے محروم رہ گیا، اس بلا سے بھی تو جان چھڑانی ہے کہ جو محرومی کا احساس ہے اور محرومی کے نتائج ہیں وہ تو پڑیں گے بہرحال۔ اس لئے خدا تعالیٰ

نے یہ فدیہ مقرر فرمایا ہے کہ تم بھوکے رہ کر خدا کی رضا کمانا چاہتے تھے۔ تمہیں خواہش کے باوجود خود بھوکے رہ کر خدا کی رضا کمانے کی توفیق نہیں مل سکی تو اس کا علاج دیکھیں کیسا عمدہ تجویز فرمایا۔ فرمایا بھوک میں کوئی بات نہیں ہے اصل تو تقویٰ ہے اور اگر تم خدا کی خاطر کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو یہ تمہارے روزے چھٹنے کا فدیہ ہے۔ یعنی بظاہر انسان یہ سمجھتا ہے اس کا فدیہ یہ ہو کہ کسی کو روزے رکھواؤ لیکن روزے رکھوانا فدیہ نہیں بھوکے کو کھانا کھلانا فدیہ بن گیا۔

پس اس نیکی کو بھی نہ صرف اس مہینے میں رواج دینا ہے بلکہ اپنے بچوں کو خصوصیت سے بتانا چاہئے اور رمضان کے مہینے میں فدیہ کا مضمون چونکہ بھوک سے تعلق رکھتا ہے بھوک کے حوالے سے سمجھانا چاہئے۔ اپنی اگلی نسلوں کو بتائیں کہ دیکھو تم خدا کی خاطر بھوکے رہے تھے تو کبھی یہ بھی سوچا کہ خدا کے بہت سے ایسے بندے ہیں جن کو روزمرہ کھانے کی ہی وہ توفیق نہیں ملتی جو تمہیں ملتی ہے۔ تم صبح اٹھ کر کھاتے ہو، دوپہر کو بھی کھاتے ہو، شام کو بھی، پھر اس کے علاوہ بھی جب توفیق ملے۔ جو صاحب حیثیت لوگ ہیں یا ان ملکوں میں رہتے ہیں جیسے انگلستان کے رہنے والے ہیں ان کے بچوں کو تو ہر وقت چرنے کی عادت ہوتی ہے............ تو ان کو سمجھانا چاہئے کہ............

دیکھو خدا تعالیٰ نے روزہ کا تعلق غریبوں کی بھوک سے بھی رکھا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمادیا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ کہ یہ صرف ان لوگوں کیلئے نہیں ہے جن کے روزے چھٹ گئے ہیں۔ غریب کو کھانا کھلانا تو ایک دائمی مضمون ہے اور رمضان کے مہینے میں تو خصوصیت سے غریب کو کھانا کھلانا ایک بہت بڑی نیکی بن جاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ جنوری 1997ء)

......سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فدیۃ الصیام کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ مریض ہوں یا سفر پر ہوں، کیونکہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، مجبوری کے سفر بھی کرنے پڑ جاتے ہیں تو پھر جو روزے چھوٹ جائیں ان کو بعد میں پورا کرو۔ یہ سہولت بھی اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی کہ فرمایا کیونکہ تم میری طرف آنے کیلئے، میرے سے تعلق پیدا کرنے کیلئے ایک کوشش کر رہے ہو، ایک مجاہدہ کر رہے ہو، اس لئے میں نے تمہاری بعض فطری اور ہنگامی مجبوریوں کی وجہ سے تمہیں یہ چھوٹ دیدی ہے کہ سال کے دوران جو چھٹے ہوئے روزے ہوں وہ کسی اور وقت پورے کرلو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں یہ چھوٹ تمہیں تمہاری اس کوشش کی قدر کرتے ہوئے دے رہا ہوں جو تم باقی دنوں میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہوئے میرا قرب پانے کیلئے میری خاطر کر رہے ہو۔ فرمایا کیونکہ یہ سب تمہارا عمل میری خاطر ہو رہا ہے اس لئے اگر تم عارضی طور پر بیمار ہو یا بعض سفروں اور مجبوری کی وجہ سے کافی روزے چھوٹ رہے ہیں اور مالی لحاظ سے اچھے بھی ہو تو فدیہ بھی دیدو یہ زائد نیکی ہے اور بعد میں سال کے دوران روزے بھی پورے کرلو۔ اور جو مستقل بیمار ہیں یا دودھ پلانے والی عورتیں ہیں یا جن کے پیدائش ہونے والی ہے وہ کیونکہ روزے نہیں رکھ سکتیں اس لئے ایسے مریضوں کیلئے اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 15/ اکتوبر 2004ء)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فدیۃ الصیام کے بارہ میں قرآن کریم کی مذکورہ آیت کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

كانت رخصة للشيخ الكبير و المراة الكبيرة و هما يطيقان الصيام و يطعما مكان كل يوم مسكينا و الحبلى و المرضع اذا خافتا۔

(ابو داؤد كتاب الصوم باب من قال هى مثبتة للشيخ و الحبلى)

ترجمہ:۔ اس آیت میں بوڑھے مرد اور عورت کیلئے رخصت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو ہر روزہ کے بدلے مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر (بچہ کو نقصان پہنچنے کا) خوف ہو تو وہ بھی روزہ رکھنے کی بجائے مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیدیں۔

اعتکاف رمضان

رمضان المبارک کی ایک اہم عبادت آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام ہے۔ اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اسلام سے قبل بھی لوگوں میں اعتکاف کا تصور موجود تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

﴿وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ (البقرہ:126)

یعنی ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کیلئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔

آنحضرت ﷺ بھی بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہا کرتے تھے جو دراصل اعتکاف ہی تھا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔ احادیث میں یہ ذکر ملتا ہے کہ اوائل کے سالوں میں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے پورا رمضان مسجد میں اعتکاف میں گزارا اور بعض صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ پورا رمضان اعتکاف کیا۔ تاہم حضور ﷺ کی دائمی سنت یہی ہے کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی اس سنت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:۔

ان النبى ﷺ كان يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى توفاه الله ثم اعتكف ازواجه من بعده۔

(بخارى كتاب الاعتكاف باب الاعتكاف فى العشر الاواخر و الاعتكاف فى المساجد)

ترجمہ:۔ نبی کریم ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری رمضان میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں:۔

كان النبى ﷺ يعتكف فى كل رمضان عشرة ايام فلما كان العام الذى قبض فيه اعتكف عشرين يوما۔

(بخارى كتاب الاعتكاف باب الاعتكاف فى العشر الاوسط)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے البتہ جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

...... پس آنحضور ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں (یعنی بیسویں روزے کی صبح سے) اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز پڑھ کر آپ اپنے معتکف میں تشریف لے جاتے تھے۔ (مسلم كتاب الصيام باب متى يدخل من اراد الاعتكاف) اور عید الفطر کا چاند نظر آنے پر آپ اعتکاف ختم فرمایا کرتے تھے۔ یہ مسنون اعتکاف ہے۔

اس کے علاوہ اگر کوئی چند دن مسجد یا گھر میں بیٹھ کر عبادت اور ذکر واذکار کرتا ہے تو اسے اس کا ثواب تو مل جائے گا مگر اسے ہم مسنون اعتکاف نہیں کہیں گے۔ نیز **مسنون اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا۔**

اعتکاف میں انسان ایک طرح سے ترک دنیا کر رہا ہوتا ہے اور اپنی تمام مصروفیات اور دنیاوی جھمیلوں سے اپنے آپ کو آزاد کر کے محض ذکر الٰہی اور دعاؤں کیلئے دس دن وقف کرتا ہے اور صرف ضروری حاجات کی خاطر مسجد سے باہر جانے کی اسے اجازت ہوتی ہے۔

...... آنحضرت ﷺ، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور ان امور کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:۔ السنة على المعتكف ان لا يعود مريضا و لا يشهد جنازة و لا يمس امراة و لا يباشرها و لا يخرج لحاجة الا لما لا بد منه و لا اعتكاف الا بصوم و لا اعتكاف الا فى مسجد جامع۔

(ابوداؤد كتاب الصيام باب المعتكف يعود المريض)

ترجمہ:۔ معتکف کیلئے مسنون یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کیلئے نہ جائے اور نہ جنازہ میں شامل ہو اور نہ اپنی بیوی سے تعلق قائم کرے اور سوائے ایسی حوائج کے جن کے بغیر چارہ نہ ہو مسجد سے نہ نکلے۔ اور روزے کے بغیر مسنون اعتکاف نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مسجد کے علاوہ مسنون اعتکاف ہو سکتا ہے۔

......اگر کسی شخص کو قبل از وقت یہ علم ہو کہ آخری عشرہ میں کسی کام کے سبب وہ اعتکاف جاری نہیں رکھ سکے گا تو اسے اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے زمانے میں حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اعتکاف بیٹھے۔ مگر اعتکاف کے دنوں میں ہی ان کو کسی مقدمہ میں پیشی کے واسطے باہر جانا پڑ گیا۔ چنانچہ وہ اعتکاف توڑ کر عصر کے قریب یہاں سے جانے لگے تو حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کو مقدمہ میں جانا تھا تو اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ نمبر 91,90 روایت نمبر 114)

......سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ آنحضور ﷺ کے اعتکاف کے حوالہ سے اعتکاف کے بارہ میں ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ ﷺ نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپ کیلئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنا دیا گیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ رمضان کے دنوں میں مسجد کی Capacity کو آپ لوگ جب جانچتے ہیں اور مجھے لکھتے ہیں کہ اس میں اتنے آدمیوں کی Capacity ہے۔ تو اتنوں کو اعتکاف میں بیٹھنے دیا جائے یہ Capacity کا معیار درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حجرہ ایسا تھا کہ وہاں باقاعدہ ایک خیمہ سا بنایا گیا یعنی ایک جھونپڑی سی بنائی گئی اور ارد گرد کافی دور تک دوسرے لوگ نہیں تھے۔ ان کی عام عبادتیں رسول اللہ ﷺ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے تخلیہ کی حالت ان پر ظاہر نہیں ہوتی تھی .... اعتکاف کا حق بڑی مسجد میں ادا ہوتا ہے۔ ایسی مسجد میں جہاں چند عبادت کرنے والے ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں، ایک دوسرے کے معاملات میں مخل نہ ہوں اور اصل عبادت کا تو وہی مزہ ہے جو ایسے اعتکاف میں کی جائے مگر ہمارے ہاں بھرنے پر زور ہے........... اگر صحابہ چاہتے تو ساری مسجد معتکفین سے بھر سکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اجازت کا کیا نظام جاری تھا مگر کچھ نہ کچھ ضرور نظام جاری ہوگا جس کے تابع بعض لوگوں کو توفیق ملتی تھی اور بعضوں کو نہیں ملتی تھی۔ کھجوروں کا ایک حجرہ سا بنایا گیا، ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ ایک رات ایسی آئی آپ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے ربّ سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے قراءت بالجہر اس طرح نہ کیا کرو کہ گویا دوسرے بھی سن سکیں۔ تو یہ فرض ہے ہر حجرہ والے کا، جو اعتکاف بیٹھتا ہے کہ اس کے اندر کی آوازیں باہر نہ جائیں یہاں تک کہ تلاوت بھی باہر نہ جائے۔ حالانکہ تلاوت تو کسی عبادت کرنے والے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ عبادت اور تلاوت درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی آواز میں تلاوت کی آواز بھی باہر نہ جائے کہ دوسرے معتکفین کی راہ میں حائل ہو...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نمازی تو اپنے رب ذوالجلال سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے۔

اب یہ راز و نیاز کی راتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ گزارا کرتے تھے اور اس راز و نیاز کا لطف کیا تھا............ آنحضرت ﷺ جو اپنے ربّ سے راز و نیاز کیا کرتے تھے تو دنیا کے سارے دوسرے پردے اٹھ جایا کرتے تھے اور آپ ایسے غرق ہوتے تھے ذکر الٰہی میں اور اس سے ایسی لذت پاتے تھے کہ اس لذت کا بیان ممکن نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ کے ذکر میں اتنا زیادہ مزہ آتا تھا کہ اس مزے کی کیفیت دوسرے الفاظ میں بیان ہو نہیں سکتی۔ عام انسان جب ذکر الٰہی میں لذت پاتا ہے تو بعض دفعہ خود اپنی کیفیت کو دوسرے کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ سے عشق اور محبت میں جو خلا میسر آیا کرتا تھا وہ کیفیت جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا تھا ممکن ہے کہ میں بیان کر سکوں، کوئی انسان اسے بیان نہیں کر سکتا۔ ان کیفیات پر رسول اللہ ﷺ کی بعض اور حدیثیں روشنی ڈالتی ہیں مگر اتنا بہرحال یقینی ہے کہ رمضان کی راتوں کے اواخر اور آخری عشرہ میں معتکفین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کا خیال رکھیں کیونکہ وہ جس بات میں مخل ہونگے وہ اللہ اور بندے کے راز و نیاز کی باتیں ہیں اور ایسی راز و نیاز کی باتیں ہیں جن کو وہ خود نہیں کھولنا چاہتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ جنوری 1998ء)

شوال کے نفلی روزے

رمضان کے اختتام پر عید کے اگلے روز یعنی 2/ شوال سے 7/ شوال تک چھ نفلی روزے رکھنے کی حضور

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,   22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت عمرؓ کی زندگی کے نادر واقعات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10 جون 2005ء میں مکرم حافظ عبدالحئی صاحب بھٹی کے قلم سے سیدنا حضرت عمرؓ بن الخطاب کی زندگی سے بعض نادر واقعات ہدیۂ قارئین کئے گئے ہیں۔

عاجزی کا پیکر: حضرت امّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’میرے کچھ صحابہ ہیں جنہیں مرنے کے بعد میں نہ دیکھوں گا اور نہ وہ مجھے دیکھ پائیں گے۔‘‘ جب حضرت عمرؓ کو اس حدیث کا پتہ چلا تو آپ حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور عرض کی: میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! لیکن اب تمہارے بعد میں کسی اور کے بری الذمہ ہونے کے بارہ میں نہیں بتاؤں گی۔

دعا پر یقین: حضرت عمرؓ کے دَور میں جب قحط پڑا تو چرواہوں نے اپنا پیشہ چھوڑ دیا اور ریوڑ بے کار ہوگئے۔ حضرت کعب الأحبارؓ نے کہا: امیر المومنین! بنی اسرائیل جب قحط کا شکار ہوتے تو وہ انبیاء کے رشتہ داروں کے وسیلہ سے بارش مانگا کرتے تھے۔ تو آپ نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر ابر رحمت کیلئے دعا کی۔ حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ آپکے اوپر ایک چادر تھی جو بمشکل آپکے گھٹنوں تک پہنچ رہی تھی اور آپؓ انتہائی عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے استغفار پڑھ رہے تھے اور آپؓ کے دائیں حضرت عباسؓ کھڑے تھے۔ آپؓ نے قبلہ رُخ ہوکر ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور بلند آواز کے ساتھ اپنے ربّ سے مناجات کرنے لگے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ شامل ہوگئے۔ پھر آپؓ نے حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: یاربّ! ہم تیرے رسولؐ کے چچا کے وسیلہ سے تیری مدد مانگتے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ دہراتے رہے اور حضرت عباسؓ بھی ساتھ کھڑے دعا کرتے اور روتے رہے۔

عادل امام: حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کا ایک ساتھی دشمن پہ بہت بھاری پڑتا تھا۔ ایک معرکہ میں مال غنیمت ہاتھ آیا تو انہوں نے اسے اس کے حصہ میں سے کچھ حصہ دینا چاہا لیکن اُس نے سارا حصہ اُسی وقت طلب کیا۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ نے اسے بیس کوڑے لگوائے اور گنجا کروادیا۔ اس شخص نے اپنے بال اکٹھے کئے اور حضرت عمرؓ کے پاس جاکر سارا حال بیان کیا۔ آپؓ نے فرمایا: اگر سارے کے سارے لوگ اسی طرح اپنی رائے کے پکے ہوجائیں تو مجھے تمام اموال غنیمت سے زیادہ اچھا لگے گا۔ پھر آپؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ مجھے فلاں شخص نے اس طرح شکایت کی ہے۔ اگر تم نے یہ کام لوگوں کے سامنے کیا ہے تو تمہیں لوگوں کے سامنے اس کا بدلہ چکانا پڑے گا اور اگر تم نے یہ کام خلوت میں کیا ہے تو خلوت میں اس کا بدلہ دینا ہوگا۔ جب حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ آگئے تو لوگوں نے کہا: انہیں چھوڑ دو۔ تو اس شخص نے انکار کیا لیکن جب وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے تاکہ وہ آپؓ کے بال مونڈے تو اس شخص نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا: اے میرے اللہ! میں اسے معاف کرتا ہوں۔

☆ ایک دن مصر سے ایک شخص آیا اور حضرت عمرؓ سے آپؓ کی پناہ مانگنے کے بعد کہا کہ میرا گھوڑا ریس میں عمروؓ بن العاص والیٔ مصر کے بیٹے کے گھوڑے سے آگے نکل گیا تو اُس نے مجھے اپنے کوڑے سے مارنا شروع کردیا اور کہنے لگا میں سرداروں کا بیٹا ہوں۔ اور جب اس کے باپ عمرو کو یہ پتہ چلا تو اس نے اس ڈر سے کہ کہیں میں آپؓ کو شکایت نہ کردوں مجھے قید کردیا۔ اب میں بڑی مشکل سے نکل کر آپؓ کے پاس آیا ہوں۔ اس پر آپؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کو لکھا کہ: اس موسم حج میں اپنے فلاں بیٹے کو ساتھ لے کر چلے آنا۔ اور اس مصری شخص کو کہا کہ جب تک وہ آئے ٹھہرے رہو۔

پھر جب حضرت عمرؓ حج سے فارغ ہوکر حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے بیٹے سمیت لوگوں کے پاس بیٹھے تھے تو وہ مصری شخص کھڑا ہوا۔ حضرت عمرؓ نے کوڑا اُس کی طرف اچھالا اور کہا: سرداروں کے بیٹے کو مارو۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے اس لڑکے کو مارا اور ہم چاہتے تھے کہ وہ اسے مارے۔ وہ مارتا رہا اور رُکا نہیں یہاں تک کہ اتنا مارا کہ ہمیں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ رُک جائے، جبکہ حضرت عمرؓ برابر کہے جارہے تھے کہ سرداروں کے بیٹے کو مار! پھر مصری نے کہا: میں نے بدلہ لے لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے عمرو کے سر پر بھی مارو۔ وہ بولا: امیرالمومنین! جس نے مجھے مارا تھا میں نے اسے مارلیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم اِسے بھی مارتے تو تمہیں کوئی بھی نہ روکتا یہاں تک کہ تم خود ہی رُکتے۔ پھر عمرو بن العاصؓ سے کہا: عمرو! تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنالیا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا ہے۔

☆ حضرت عمروؓ بن العاص نے ایک شخص کو منافق کہا تو وہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور کہا: عمرو نے مجھے منافق کہا ہے اور خدا کی قسم جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے منافقت نہیں کی۔ حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ فلاں شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ تم نے اُسے منافق قرار دیا ہے۔ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ اگر وہ دو گواہ پیش کردے تو تجھے چالیس کوڑے مارے۔ وہ شخص حضرت عمروؓ بن العاص کے پاس پہنچا اور اس نے وہاں لوگوں کو خدا کا واسطہ دے کر گواہی دینے کو کہا جس پہ لوگوں نے اس کی بات کی تصدیق کی تو حنتمہ نے اس شخص سے کہا: کیا تو امیر کو مارے گا؟ اور کہا: میں اس کا تاوان دیدیتا ہوں۔ اُس شخص نے کہا: خدا کی قسم اگر تو اس عمارت کو مال سے بھردے تب بھی میں اس پہ راضی نہ ہونگا۔ حنتمہ نے دوبارہ حیرت سے کہا: کیا تو امیر کو مارے گا؟ تو اس شخص نے کہا: لگتا ہے یہاں عمرؓ کی اطاعت نہ کی جائے گی، اور چل پڑا۔ تو حضرت عمروؓ بن العاص نے اس کو بلایا اور پھر اسے کوڑا پکڑا کر اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اُس نے پوچھا: کیا اب بھی تم مجھے اپنی امارت کے ذریعہ روک سکتے ہو؟ تو آپ نے کہا: نہیں؛ اور اسے کوڑے مارنے کا کہا۔ اس پر اس شخص نے کہا: میں آپ کو معاف کرتا ہوں۔

پرکھ کی کسوٹی ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا: فلاں شخص بہت سچا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: کیا تم نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؓ نے پوچھا کیا تمہارے اور اس کے درمیان دشمنی رہی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؓ نے پوچھا: کیا کوئی امانت اس کے پاس رکھوائی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؓ نے فرمایا: پھر تم اسکے بارہ میں کچھ نہیں جانتے! لگتا ہے تم نے اُسے مسجد میں سر اٹھاتے اور رکھتے دیکھا ہے۔

نصیحت پہ عمل: رسول کریم ﷺ نے حضرت اویس قرنی کے بارے میں بیان کیا کہ وہ اہل یمن میں سے ہے اور قرن نامی بستی میں رہتا ہے اور اس کے قبیلہ کا نام مراد ہے۔ اس کا باپ وفات پاچکا ہے اور وہ اپنی ماں کے ساتھ رہ رہا ہے اور ان سے بہت حسن سلوک کرتا ہے، اُسے برص ہوئی تو اس نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے اسے شفا دیدی۔ بس اس کے بازو پہ اس کا درہم کے برابر نشان ہے، وہ تابعین کا سردار ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا: اگر اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرواسکو تو ضرور کروانا۔

حضرت عمرؓ جب خلیفہ بنے تو ہر سال حاجیوں سے پوچھتے تھے کہ کیا تم میں کوئی اویس قرنی ہے؟ پھر پوچھتے تم نے اسے کس حال میں چھوڑا ہے؟ تو وہ لوگ حضرت اویس کی قدرومنزلت جانے بغیر کہتے کہ: اس کے پاس تھوڑا سا سازوسامان ہے اور کپڑے بھی پھٹے پرانے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ فرماتے: تمہارا برا ہو! رسول کریم ﷺ نے اس کے بارہ میں فرمایا ہے: اگر تم اس سے اپنی بخشش کی دعا کرواسکو تو کروالو! اس طرح حضرت عمرؓ ہر سال ان کا انتظار فرماتے۔ آخر ایک سال وہ یمن کے حاجیوں کے ساتھ آگئے۔ حضرت عمرؓ ان سے ملے اور یقین کے لئے اُن سے کئی سوالات کئے۔ جب اُن کے بازو پر برص کا نشان دیکھا تو اُنہیں گلے لگالیا اور فرمایا: تم ہی ہو جن کے بارہ میں رسول کریم ﷺ نے بیان کیا ہے۔ پس تم میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ انہوں نے کہا: امیرالمومنین! میں آپ کے لئے مغفرت کی دعا کروں؟ آپؓ نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ بڑے الحاح سے انہیں کہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے آپؓ کے لئے مغفرت کی دعا کی۔

پھر حضرت عمرؓ نے ان سے ان کے حج کے بعد کا ارادہ پوچھا۔ انہوں نے کہا: میں مراد جارہا ہوں اور پھر عراق جاؤں گا۔ آپ نے کہا: میں والیٔ عراق کو آپ کے بارے میں لکھے دیتا ہوں! انہوں نے کہا: آپ کو خدا کی قسم ہے کہ ایسا نہ کریں۔ مجھے ان مفلسین میں ہی چلتے پھرتے رہنے دیں جن کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔

قرآنی معارف پہ گہری نظر

ایک دن ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور آپ کے کسی ساتھی کے عیب کھول کھول کر بیان کرنے لگا۔ جب وہ اپنی چغلخوری سے فارغ ہوا تو حضرت عمرؓ نے سر جھکا لیا گویا کہ اس کی چغلخوری کے متعلق سوچ رہے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور اس شخص سے مخاطب ہوکر فرمایا: اگر تُو چاہے تو ہم تیرے معاملہ میں غور کریں گے اور تیری باتوں کی پڑتال کریں گے۔ اگر تو سچا ہوا تو تُو ان لوگوں میں سے ہوگا جن کا اس آیت میں ذکر آیا ہے کہ: اے مومنو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو چھان بین کرلیا کرو تاکہ جہالت کی وجہ سے تم کسی قوم کو جانہ لو اور پھر اپنے کئے پہ نادم ہونا پڑے۔ اور اگر تُو جھوٹا ہے تو تیرا شمار اس گروہ میں ہے جس کا اس آیت میں ذکر آیا ہے کہ: تُو ہر بہت زیادہ قسمیں کھانے والے حقیر، زیادہ عیب چین اور چغل خور شخص کی اطاعت نہ کر۔ اور اگر تو چاہے تو ہم تمہیں معاف کردیتے ہیں لیکن آج کے بعد تو ہماری مجلس میں نہ آنا کیونکہ تو مومنین کا جلیس نہیں ہوسکتا۔

اس پر اس شخص کو اپنا آپ دکھائی دیا اور اس نے کہا: اے امیرالمومنین! میں معافی چاہتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی چغلی نہیں کروں گا۔ پھر وہ بہت شرمندگی کے ساتھ آپ کی مجلس سے نکل گیا۔

نمود ونمائش سے بیزار حق شناس

حضرت عمرؓ ایک گدھے پہ مدینہ سے شام تشریف لے گئے۔ حضرت معاویہؓ ایک پرشوکت سواری پہ آپ کے استقبال کے لئے آئے تو آپؓ نے اُن سے منہ موڑ لیا۔ تو وہ آپؓ کے پہلو میں پیدل چلنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آپؓ سے عرض کی: آپؓ نے اسے تھکا دیا ہے۔ اس پر آپؓ امیر معاویہ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور فرمایا: تم اپنے دروازہ پہ کھڑے حاجت مندوں کے ہوتے ہوئے اس قدر شاندار سواری استعمال کررہے ہو؟ انہوں نے کہا: جی امیرالمومنین۔ آپؓ نے پوچھا: کیوں؟ انہوں نے کہا: ہم ایسے علاقہ میں ہیں جہاں دشمن کے جاسوس ہوسکتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ ہم ایسا رکھ رکھاؤ رکھیں جس سے ان کے دل میں سلطان کی ہیبت بیٹھی رہے۔ اب اگر آپ مجھے حکم دیتے ہیں تو میں یہ کرونگا اور اگر منع کرتے ہیں تو میں آئندہ اس سے باز رہوں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: جو تُو کہہ رہا ہے، اگر سچ ہے تو یہ ایک عقلمند دانا کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو یہ ایک ادیب کا فریب ہے۔ میں نہ تو اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔

اپنے ساتھیوں کی خبر رکھنے والا

حضرت عمرؓ نے چارسو دینار کی ایک تھیلی ایک لڑکے کو دی اور کہا یہ ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس لے جاؤ اور دیکھو وہ اس کا کیا کرتے ہیں۔ لڑکا وہ تھیلی حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ امیر المومنین نے آپ کی ضروریات کے لئے بھیجی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے تعلق جوڑے اور اس پر رحم کرے پھر آپ نے ایک لڑکی کو بلایا اور اس سے کہا یہ پانچ فلاں اور یہ سات فلاں کو دے آؤ یہاں تک کہ وہ تھیلی ختم ہوگئی۔ لڑکے نے واپس آکر حضرت عمرؓ کو ساری بات بتائی۔ پھر آپؓ نے چارسو دینار کی ایک تھیلی حضرت معاذؓ بن جبل کے پاس بھیجی اور کہا کہ دیکھنا وہ کیا کرتا ہے۔ لڑکا گیا اور آپ سے بھی وہی کہا۔ حضرت معاذؓ نے بھی وہی کیا جو حضرت ابوعبیدہؓ نے کیا تھا۔ جب لڑکے نے آکر حضرت عمرؓ کو بتایا تو آپ فرمانے لگے یہ سب بھائی ہیں اور ایک جیسی عادات وصفات کے مالک ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

20th October 2006 – 26th October 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 20th October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
01:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 21st February 1994.
03:05 Al Maa'idah: A cookery programme.
03:20 Ramadhan Programme: A question and answer session based on Ramadhan.
04:25 Tilaawat
04:55 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to India.
05:45 MTA Variety: A programme showing the art of wood cutting and carving.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
08:35 Indonesian service
09:45 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded in 1994.
12:00 LIVE Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
13:00 Bengali Service
14:05 Friday Sermon [R]
15:20 Tilaawat
17:20 Seerat-un-Nabi (saw): A talk on the life and character of Holy Prophet (saw).
18:30 Arabic Service
20:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded in 1994. [R]
22:25 Friday Sermon [R]
23:45 Tilaawat

Saturday 21st October 2006

00:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
02:05 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded in 1994.
04:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 20th October 2006.
05:15 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
08:35 Friday Sermon [R]
09:45 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 23rd February 1994.
12:45 MTA International Jama'at News
13:20 Bangla Shomprochar
14:20 Ramadhan Question and Answer: A question and answer session about the Holy month of Ramadhan.
15:20 Tilaawat
17:20 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on Holy Prophet's kindness towards women.
17:50 Kehkashan: A special discussion programme on the topic of "becoming closer to God and more pious during the month of Ramadhan.
18:30 Arabic Service
20:40 MTA International Jama'at News
21:10 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 23rd February 1994. [R]
23:00 Tilaawat

Sunday 22nd October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith
01:00 MTA International News Review
01:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 23rd February 1994.
03:10 Tilaawat
03:25 Dars-e-Hadith
03:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 20th October 2006.
05:15 Kehkashan: A special discussion programme on the topic of "becoming closer to God and more pious during the month of Ramadhan".
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 5th July 2005.
09:30 Indonesian Service
10:50 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded in 1994.
12:40 MTA International News Review
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 LIVE Husn-e-Qir'at competition.
15:15 Tilaawat
17:10 Jalsa Seerat-un-Nabi (saw): Presented by Jamia Ahmadiyya Rabwah.
17:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 5th July 2005. [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 186, Recorded on: 17/07/1996.
20:25 MTA International News Review
21:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded in 1994. [R]
22:50 Tilaawat

Monday 23rd October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News Review
01:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded in 1994.
03:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 20th October 2006.
04:15 Seerat-un-Nabi (saw)
04:55 Tilaawat
05:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 5th July 2006.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
08:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 10th September 2005.
09:50 Indonesian Service
11:05 LIVE Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
12:25 MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on: 25/11/2005.
15:10 Tilaawat
17:25 Seerat-un-Nabi (saw): A talk on the life and character of Holy Prophet (saw).
18:05 Children's Workshop: An educational programme for children's, teaching them to make variety of things.
18:30 Arabic Service
19:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 187, Recorded on: 18/07/1996.
20:25 MTA International Jama'at News
21:05 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. [R]
22:10 Children's Workshop: An educational programme for children's, teaching them to make variety of things. [R]
22:45 Tilaawat

Tuesday 24th October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review Special
01:40 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
02:45 Medical Matters: A health related programme about skin diseases and infections.
03:40 Tilaawat
04:05 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 14, Recorded on: 08/12/1997.
05:25 Children's Workshop: An educational programme for children's, teaching them to make variety of things, Programme No. 1
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review Special
07:05 Children's workshop, Programme No. 3 [R]
07:25 Al Maa'idah: An Eid special cooking programme with fresh sweet dishes.
08:00 Husn-e-Qira'at: Repeat of the final Tilaawat competition held on 22nd October 2006.
09:00 Kehkashan: A discussion programme on the topic of Eid-ul-Fitr.
09:30 LIVE Eid Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
11:40 Eid Millan from Pakistan: An entertaining Eid Millan programme for children.
12:55 MTA International News Review Special
13:25 Bangla Shomprochar: Special Eid programme
14:25 Khuddam Ijtema UK 2006: Highlights of the Khuddam Ijtema and address of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
16:00 Eid Sermon [R]
18:00 Intikhab-e-Sukhan: Eid special Nazm request programme
19:05 Arabic Service: Special Eid programme
20:35 MTA International News Review special
23:20 Khuddam Ijtema UK 2006 [R]

Wednesday 25th October 2006

00:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
01:55 Eid Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 24th October 2006.
03:55 Intikhab-e-Sukhan: Eid special Nazm request programme
05:05 Al Maa'idah: An Eid special cooking programme with fresh sweet dishes.
05:30 MTA Travel: A visit to the capital city of Canada, Toronto.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:35 Moshaairah: an evening of poetry
08:20 Children's Workshop: an educational programme from children.
09:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996, part 1.
10:05 Indonesian Service
11:10 Swahili Service
12:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), Recorded on 03/09/1982.
14:25 Australian Documentary: a cooking programme focusing on vegetarian dishes.
14:45 Seminar: A speech on the topic of Holy War.
15:36 Jalsa Speeches
16:00 Moshaairah [R]
16:55 Children's Workshop [R]
17:40 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 188, Recorded on: 30/07/1996.
20:25 MTA International News review
21:20 Khuddam-ul-Ahmadiyya Ijtema: Highlights from Khuddam Ijtema 2006.
22:55 From the Archives [R]
23:05 Seminar [R]

Thursday 26th October 2006

00:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Husn-e-Biyan
01:50 Liqaa Ma'al Arab: Session no. 188 [R]
02:50 Moshaairah
03:40 Australian documentary
03:55 Khuddam-ul-Ijtema
05:30 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News Review
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 10th April 2005.
08:00 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 21, Recorded on 18th June 1996.
09:10 Huzoor's Tour: A programme documenting Huzoor's visit to India.
10:15 Indonesian Service
11:20 Pushto Muzakarah
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News Review
13:05 Bengali Service
14:05 Tarjamatul Qur'an Class. In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 149, Recorded on: 09/09/1996.
15:10 Huzoor's Tour [R]
16:30 English Mulaqa'at [R]
17:40 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, Session 149 [R]
22:10 Al Maa'idah: A cookery programme
22:25 MTA Travel: A travel programme on India's city of Delhi including its Mughal and British heritage.
23:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday October 13, 2006 | Issue No. 41

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

تثلیث پرستی کے ظلمت کدوں میں مینار نور

کاسر صلیبؑ کے پہلے جانشین حضرت مولانا حافظ الحاج نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے اثر انگیز واقعات جو آپؓ کی شہرہ آفاق خود نوشت سوانح ''مرقاۃ الیقین'' مطبوعہ 1913ء سے ماخوذ ہیں۔

پہلا واقعہ:

ایک انگریز کا نام گارڈن تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یورپ نے بڑی ترقی کی ہے۔مَیں نے کہا کیا ترقی کی ہے؟ مسلمانوں کی طرف ایک اذان ہی کا مقابلہ کرلو۔ تم لوگوں سے سوائے گھنٹے بجانے کے اور کیا ہوسکتا ہے؟ لیکن مسلمان کوٹھوں پر، بلند میناروں پر چڑھ کر پانچوں وقت اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہیں۔کیا اس سے بڑھ کر خداتعالیٰ کے جلال اور کبریائی کے لئے یورپ کوئی چیز ایجاد کرسکتا ہے؟ نہ یہودی مقابلہ کرسکتے ہیں، نہ مسیحی، نہ مجوسی، نہ ہندو۔

ایک اور انگریز سے اسی قسم کی گفتگو ہوئی تو اُس نے کہا کہ ہم نے ہی غلام آزاد کرنے کا بیڑا اٹھایا اور ہم لوگوں ہی کے سر یہ سہرا بندھا۔مَیں نے فوراً جواب دیا کہ مسلمانوں کے ہاں تو ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ﴾ والی آیات میں خداتعالیٰ نے غلام آزاد کرنے کے لئے ایک حصّہ ﴿فِی الرِّقَاب﴾ مقرر فرمادیا ہے۔تمہاری انجیل میں تو کہیں غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے کوئی بھی حکم نہیں۔بھلا مسلمانوں سے بڑھ کر غلاموں کے آزاد کرنے کا دعویٰ تم کیسے کرسکتے ہو؟ وہ بھی سن کر کچھ حیران سا رہ گیا''۔

دوسرا واقعہ:

ٹوانہ کے سردار عمر حیات خان کے والد ماجد ایک مرتبہ کسی انگریز کی کوٹھی میں گئے تو وہاں اس انگریز نے سوال کیا کہ سردار صاحب! یہ بتاؤ کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سچے رسول تھے؟ انہوں نے کہا اور تو مَیں جانتا نہیں ہاں اتنا جانتا ہوں کہ تمہاری کوٹھی میں آکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہی معلوم ہوتے ہیں۔اُس نے کہا کیسے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تین لاکھ روپیہ جمع ہے۔اسّی برس کی عمر ہے، اولاد کوئی نہیں۔لیکن پھر بھی تمہاری کوٹھی میں آکر یہی جی چاہتا ہے کہ کچھ زمین مل جائے، کوئی کرسی کا درجہ بڑھ جائے وغیرہ۔دنیا میں مال و دولت اور عورت وغیرہ لطف کی چیزیں ہیں لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کہ دنیا کی محبت نہ کرو۔کسی کا مال نہ لو، کسی کی عورت کو مت دیکھو، زنا نہ کرو۔پھر یہ کہ اپنی اولاد کے لئے بھی کوئی آمدنی مقرر نہیں کی۔سادات کو زکوٰۃ لینے سے بھی منع کیا۔بس اب یہ بتاؤ کہ پیغمبری سے انہوں نے خود فائدہ کیا اٹھایا اور آرام کونسا حاصل کیا؟ پھر یہ کہ اپنی اولاد کے لئے صدقہ بھی حرام کردیا۔یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے زبردستی ہی پیغمبری کا دعویٰ کرایا ہوگا۔یعنی خداتعالیٰ نے ہی پیغمبر بنایا ہوگا ورنہ خود تو کوئی فائدہ اٹھایا نہیں۔مجھ سے جب کسی نے یہ حکایت بیان کی تو مَیں نے سن کر کہا کہ اب ضرور ملک صاحب خان کے لڑکا بھی پیدا ہوگا۔چنانچہ ان کے لڑکا پیدا ہوا جو موجود ہے''۔

تیسرا واقعہ:

''مَیں ایک گاڑی پر سوار ایک انگریز پادری کی کوٹھی کے سامنے سے گزرا۔میرے ساتھ ایک گریجوئیٹ لڑکا بھی سوار تھا۔اس نے مجھ سے کہا کہ آپ اس انگریز سے ضرور ملاقات کریں۔ بڑا فلسفی ہے۔ اس نے زیادہ مبالغہ کیا تو مَیں نے کہا کہ مسیحی فلسفی نہیں ہوسکتا۔اس نے کہا کیوں؟ مَیں نے کہا کہ اچھا تم اوّل اس کے پاس جاکر کہو کہ مجھ کو تھری ون (تثلیث) کے مسئلہ کی فلاسفی سمجھا دیجئے۔وہ لڑکا بے تکلف فوراً اس کے پاس چلا گیا اور اس سے تھری ون (تثلیث) کے مسئلہ کی فلاسفی دریافت کی۔ پادری نے جواب میں کہا کہ اس مسئلہ کے صحیح ہونے کی دلیل یہی کافی ہے کہ ہم نے اس کو مان لیا اور ایشیائی دماغ اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔وہ لڑکا واپس آیا اور کہا کہ اس نے ہماری بڑی تحقیر کی اور کہا کہ اس کا فہم ایشیائی دماغوں سے بالاتر ہے۔مَیں نے کہا کہ تم پھر جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہارا خدا (مسیح) بھی تو ایشیائی تھا۔اور اس کے مرید پولوس، پطرس بھی ایشیائی۔ آپ کے قاعدے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں اس مسئلہ کو نہیں سمجھے تھے۔جب تمہارا خدا اور خلیفے بھی نہیں سمجھ سکے تو تم کیسے سمجھ گئے؟

وہ پادری سن کر ہنس پڑا۔وہ لڑکا سمجھ گیا کہ یہ ہنسنا لاجواب ہونے کی علامت ہے۔ مجھ سے آکر کہا کہ وہ تو لاجواب ہوگیا۔

انہیں ایام میں کچھ عرصہ کے بعد اس پادری کو عیسائیوں کے ایک مجمع میں لیکچر دینے کا اتفاق ہوا اور اتفاق سے وہ لڑکا بھی اس مجمع میں موجود تھا۔لیکن پادری صاحب نے اس کو نہیں دیکھا تھا۔وہاں پادری نے اپنے مسیحیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ ان کالج کے گریجوئیٹ لڑکوں سے بچنا چاہئے۔یہ بڑے خطرناک ہوتے ہیں''۔

چوتھا واقعہ:

''مَیں ایک مرتبہ سورۃ مائدہ کے پہلے رکوع کی آیت ﴿اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ۔وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ۔وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ۔.........﴾ (مائدہ:6)۔ پڑھا رہا تھا کہ ایک مسیحی جو بڑا آدمی تھا آگیا۔اس نے اعتراض کیا کہ مولوی صاحب یہ تو بڑا ظلم ہے کہ اسلام نے ہماری لڑکیاں تو تم کو دلا دیں اور تمہاری عیسائیوں کو نہ دینے دیں۔مَیں نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں اس میں ایک بڑی پیشگوئی ہے۔خداتعالیٰ جانتا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عیسائی مسلمانوں کے بادشاہ ہوں گے۔پس مسلمانوں کو کہا کہ تم تو اپنے حاکموں پر بدظنی نہ کرو لیکن وہ بغاوت وغیرہ کی بدظنی تم پر کریں گے۔اس لئے تم ان کی لڑکیوں سے شادی کرلو تاکہ ان کو معلوم ہوجائے کہ ہماری تو لڑکیاں مسلمانوں کے گھروں میں ہیں۔یہ اگر بغاوت کے منصوبے کریں گے تو ہم کو فوراً معلوم ہوجائے گا۔یہ سن کر وہ خاموش و حیران رہ گیا''۔

اہل تثلیث جو تھے جھوٹی اداؤں والے
ظلم و بدعت کی گھٹاٹوپ گھٹاؤں والے
وقت جب آیا تو ایک خدا والے نے
کیسے مغلوب کئے تین خداؤں والے

❁❁❁❁❁❁

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

روزنامہ الفضل ربوہ کے دفتر پر بلاجواز چھاپہ۔مذہبی منافرت پھیلانے اور جذبات کو مجروح کرنے کے جھوٹے اور بلاثبوت الزام میں گرفتاریاں۔

شوگر کے مریض ساٹھ سالہ سلطان احمد ڈوگر پرنٹر روزنامہ الفضل تاحال زیرحراست۔

9ستمبر 2006ء کو پولیس نے صوبائی حکومت سے جاری ہونے والے احکامات پر جماعت احمدیہ کے ترجمان اخبار روزنامہ الفضل ربوہ کے دفتر پر بلاجواز چھاپہ مارا اور مدیر، ناشر اور پرنٹر کو گرفتار کرنے کی غرض سے تلاشی لی۔ان تینوں افراد کو دفتر میں موجود نہ پاکر بالکل غیر متعلقہ احمدی افراد قاسم احمد صاحب اور عبدالستار صاحب کو گرفتار کرلیا گیا۔پولیس ان تینوں بے گناہ افراد، مدیر، ناشر اور پرنٹر کی تلاش میں چھاپے مارتی رہی اور پھر سلطان احمد ڈوگر صاحب، پرنٹر الفضل کو ان کی رہائش گاہ سے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئی۔اس وقت تک ان تینوں افراد کے خلاف کوئی جواز گرفتاری کا نہ تھا، البتہ سلطان ڈوگر صاحب کی گرفتاری کے بعد ایک FIR درج کی گئی۔ FIR میں روزنامہ الفضل پر منافرت پھیلانے اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا الزام لگایا گیا۔ظلم دیکھئے کہ دعویٰ کے ساتھ دلیل کے طور پر ایک بھی اقتباس الفضل سے پیش نہیں کیا گیا جس میں سے مذہبی منافرت پھیلانے یا مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا شائبہ بھی ملتا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ گرفتاریوں سے دو روز قبل انتہا پسند تنظیم جو مجلس تحفظ ختم نبوت کہلاتی ہے، نے ربوہ میں اپنا اجتماع منعقد کیا۔جماعت احمدیہ کی دن دوگنی رات چوگنی ترقیات کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی ناکام کوشش میں مصروف یہ تنظیم سالہا سال سے اپنا یہ اجتماع منعقد کرتی آئی ہے۔یہ امر قابل توجہ، باعث حیرت اور قابل صد افسوس ہے کہ یہ اجتماع حکومت کی منظوری اور حکومت کی سرپرستی میں ہوتا ہے۔اس اجتماع کا مقصد جماعت احمدیہ کو ایذا پہنچانے کے طریقوں پر غور کرنا اور پھر حکومت پر دباؤ ڈال کر ان پر عمل درآمد کروانا ہے۔الفضل کے دفتر پر چھاپہ سے دو روز قبل منعقد ہونے والے اجتماع میں اس تنظیم کے انتہا پسند رہنماؤں نے دیگر بے بنیاد اور انسانیت سوز مطالبات کے علاوہ، جماعت احمدیہ کے اخبارات اور رسائل پر پابندی لگانے کا بھی حکومت سے مطالبہ کیا۔ یاد رہے کہ جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل جماعت احمدیہ کی تعلیمات کے عین مطابق خداتعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنے کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ بے بنیاد اور جھوٹی FIR سلطان احمد ڈوگر صاحب اور مکرم آغا سیف اللہ صاحب کے خلاف درج کرائی گئی۔ظلم کی حد تو یہ ہے کہ ایف آئی آر میں دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا نام نہیں بلکہ ''دیگر'' لکھا گیا ہے۔''دیگر'' کا لفظ استعمال کرنے سے عملاً مراد یہ ہے کہ وہ کسی بھی احمدی کو اس ایف آئی آر کے تحت گرفتار کرسکتے ہیں۔یہ ایف آئی آر کسی فرد یا تنظیم کی طرف سے نہیں بلکہ نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراثر حکومتی انتظامیہ نے خود درج کرڈالی ہے۔ایف آئی آر کے مطابق یہ چھاپے اور گرفتاری بحکم اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل آف پولیس عمل میں آئیں۔

تازہ ترین اطلاع کے مطابق محترم سلطان احمد ڈوگر صاحب کی ضمانت کی درخواست بھی ردّ کردی گئی ہے۔انہیں گرفتاری کے دو روز بعد فیصل آباد کی انسدادِ دہشت گردی عدالت میں پیش کیا گیا جہاں جج نے انہیں ایک ہفتہ کی مدت کے بعد پیش کرنے کا حکم جاری کیا۔اس اثناء میں انہیں ربوہ سے میلوں دور جھنگ شہر کی جیل میں رکھا گیا۔دوبارہ پیش ہونے پر جج نے ضمانت کی درخواست مسترد کرتے ہوئے مقدمہ کی سماعت کی تاریخ 25ستمبر مقرر کی، مگر مقررہ تاریخ پر سماعت کو 4اکتوبر 2006ء تک ملتوی کر دیا۔ساٹھ سالہ سلطان احمد ڈوگر صاحب شوگر کے مریض ہیں اور انہیں صبح و شام انسولین لینی پڑتی ہے۔ڈوگر صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس جرم کی پاداش میں قیدوبند کی صعوبت اٹھا رہے ہیں۔ان کی صحت ناساز ہے اور اس سراسر جھوٹے اور بلاجواز مقدمہ اور جیل کی مشقت کا ان کے اعصاب پر بہت گہرا اثر نمایاں ہے۔اگر انہیں خدانخواستہ اس کیس میں مجرم قرار دیا گیا تو انہیں سات سال کی سزا ہوسکتی ہے جبکہ تمام الزامات سراسر جھوٹے ہیں۔

یہ ہے پاکستان میں حقوقِ انسانی کی صورتحال۔خود کو لبرل اور روشن خیال کہلانے والی حکومتیں بھی جس راستہ پر چل رہی ہیں، وہ اس سے مختلف نہیں جس پر آمروں کی حکومتیں چلتی رہیں۔

(رپورٹ: آصف محمود باسط)

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ رمضان کے اس مبارک مہینہ میں خاص طور پر بڑے درد و الحاح سے پاکستان میں اور دیگر ممالک میں رہنے والے ان معصوم احمدیوں کے لئے بہت دعا کریں جو محض اس وجہ سے مختلف اذیتوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود امام مہدی علیہ السلام کو مانا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ثبات قدم بخشے اور شریروں سے ان کی حفاظت فرمائے اور فتنہ پرور شریر مُلّاؤں اور ان کے ہمنواؤں کو اپنی گرفت میں لے کر عبرت کا نشان بنادے۔یاربّ فاسمع دعائی و مزق اعدائک و اعدائی وانجز وعدک وانصر عبدک ولا تذر علی الارض من الکافرین شریرا۔ (مدیر)

❁❁❁❁❁❁